مغربی مفکّرین کے قلم سے عظمتِ رسولؐ کا اعتراف

ایک عالم ہے ثناخواں آپؐ کا

ستّار طاہر

Dost

مغربی مفکرین کے قلم سے عظمتِ رسولؐ کا اعتراف

مرتّب

ستار طاہر

دوست پبلی کیشنز ۔ اسلام آباد

ضابطہ

کتاب	:	ایک عالم ہے ثناخواں آپؐ کا
مرتب	:	ستار طاہر
موسم اشاعت	:	نومبر ۱۹۹۵
تعداد	:	ایک ہزار
سرورق	:	خالد رشید
مطبع	:	ورڈمیٹ پرنٹرز، اسلام آباد
قیمت	:	110.00 روپے

دوست پبلی کیشنز، 8۔اے، خیابان سہروردی، پوسٹ بکس نمبر 2958۔اسلام آباد

ایک عالم ہے ثنا خواں آپؐ کا

مغرب کے دانشوروں نے رحمتہ للعالمینؐ کے بارے میں ایک عرصے تک سخت معاندانہ رویہ اختیار کیے رکھا، مگر بالآخر آج وہ بھی اعترافِ حقیقت پر مجبور ہو گئے ہیں۔ ان کی حقیقت بیانیوں کا نچوڑ پہلی بار پیش کیا جارہا ہے۔

ترتیب

تقدیم

حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی تمام عالم کے لیے باعث رحمت ہے۔ آپؐ کی سیرت مبارکہ نے ہر دور کے انسانوں کو متاثر کیا ہے۔ ہر فرد بشر نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پرُنور شخصیت سے اکتساب ضیا کر کے اپنے ذہن و دل کو جلا بخشی ہے۔ مستفیض ہونے والے لوگوں میں تنہا کلمہ گو ہی نہیں، ایسے بے شمار افراد ہیں جو کسی اور مذہب سے تعلق رکھتے ہیں، لیکن آنحضورؐ کی بخشش و فیاضی کے بحر بیکراں نے ان کے کام و دہن کی تشنگی دور کی اور انہیں طمانیت قلبی عطا کی۔ آپؐ کی تعلیمات نے غیر مسلموں کو منزل کا نام و نشان بتایا اور انہیں جینے کا سلیقہ سکھایا۔ یہی وجہ ہے کہ فلاسفیکل ڈکشنری کے مرتب والٹیر کو یہ تسلیم کرنا پڑا کہ

> "آپؐ سے بڑا انسان، انسانیت نواز، دنیا کبھی پیدا نہ کر سکے گی۔"

ان غیر مسلم عقیدت مندوں میں جہاں سروجینی نائیڈو، رابندر ناتھ ٹیگور، برج نرائن چکبست، درگا سہائے سرور جہان آبادی، سر کشن پرشاد شاد، رگھوپتی سہائے فراق گورکھپوری، پنڈت برج موہن دتاتریہ کیفی، کنور مہندر سنگھ بیدی سحر اور جگن ناتھ آزاد جیسے اہل مشرق شامل ہیں وہاں ایڈورڈ گبن، تھامس کارلائل، سر ولیم میور، جی ایل بیری، جی ایم ڈریکاٹ، ای بلاسیڈن، بوڈلے، لین پول، ایس پی اسکاٹ، جی ہگنز، ڈی ایس مارگولیوتھ اور جارج برنارڈ شا جیسے مغربی مفکرین بھی پیش پیش ہیں۔

وہ دیار مغرب جہاں سے دنیائے اسلام کو بیخ و بن سے اکھاڑنے کے لیے تیر و تبر پھینکے جاتے رہے ہیں، اسی وسیع و عریض خطے کے مورخوں، ادیبوں، دانشوروں اور

مصنفوں نے نبیٔ اکرم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی آفاقی شخصیت اور آپؐ کی روح پرور تعلیمات کو تمام بنی نوع انسان کے لیے عطیہ۔ خداوندی قرار دیا ہے۔ بقول ایچ آر گبز:

"محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی زندگی اور تعلیمات کا زریں
اصول یہ رہا کہ توازن اور میانہ روی اختیار کرو۔ اس اصول
کو اپنائے بغیر یورپ اپنے انتشار پر قابو نہیں پا سکتا۔"

حضورؐ کی ذات گرامی سے غیر مسلموں کی عقیدت اپنی جگہ مسلّم تو ہے ہی، لیکن مرحوم ستار طاہر کی مرتب کردہ "ایک عالم ہے ثنا خواں آپؐ کا" جیسی قابل قدر کتاب نے مزید یہ حقیقت ثابت کر دی کہ مغربی مفکرین عظمت رسولؐ کا اعتراف کس خلوص و محبت سے کرتے رہے ہیں۔ گویا اللہ کے آخری نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بلند تر شخصیت کا یہ بہت بڑا اعجاز ہے کہ وہ مسلم تو مسلم، غیر مسلموں کے دلوں میں بھی گزر رکھتی ہے۔

جناب ستار طاہر مرحوم نے نہایت محنت، مشقت، لگن اور حوصلے کے ساتھ مغربی مفکرین کے پُر عقیدت افکار کا کھوج لگایا اور انہیں نہایت دلآویزی کے ساتھ مرتب کر کے اردو داں طبقے کے سامنے پیش کر دیا۔ موصوف نے اس طرح نہ صرف تحقیق کے ریگزار میں عقیدت و محبت کا ایک خوبصورت پھول کھلایا ہے بلکہ سیرت کے ادب کو مزید وسعت و رعنائی عطا کر دی ہے۔ اللہ جل شانہ سے دعا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے میں مرحوم کے مرقد پر سدا انوار کی بارش ہوتی رہے۔

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی
اسلام آباد

ڈاکٹر محمود الرحمن
جمعۃ المبارک، ۱۲ ربیع الاول، ۱۴۱۶ھ

آربیل

محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے پوری زندگی کبھی یہ دعویٰ نہیں کیا کہ وہ معجزہ کر دکھانے کی طاقت رکھتے ہیں۔ آپؐ نے اس حوالے سے اپنی کوئی "علامت" بھی قائم نہ کی۔ آپؐ ہمیشہ یہ فرماتے تھے کہ تمام علامتیں اور نشانیاں اللہ کی ہیں اور خدا کے کلام کا ان پر نزول سب سے بڑا معجزہ ہے۔

آر ڈبلیو سٹوبارٹ

تمام رومی شہنشاہ، قیصر سے قسطنطین اعظم تک، ذاتی جاہ و جلال اور حشم و شوکت کے دلدادہ ہونے کے ساتھ ساتھ مفتوحین کے ساتھ ظالمانہ سلوک روا رکھنے کے عادی تھے۔ ان کے مذہبی پروہتوں، پادریوں اور علمأ نے انہیں مذہبی اجازت نامہ دے رکھا تھا کہ وہ مفتوحین اور غیر مذہب کے افراد کے ساتھ ہر طرح کا ناروا سلوک اختیار کر سکتے ہیں۔

اور پھر اس سے کون انکار کر سکتا ہے کہ دنیا کے بیشتر مذہب تلوار اور طاقت کے بل بوتے پر پھیلائے گئے۔ سپین میں مسلمانوں کی حکومت ختم کر کے آبادی کو جبراً عیسائی بنایا گیا۔ تعزیری محکمے قائم ہوئے۔ پرودنس اور برگنڈی پر جو بیتی، تاریخ کا ایک تاریک باب ہے۔ نئی دنیا جس طرح عیسائیوں نے آباد کی، اسے بھی کوئی نظرانداز کرنے کی کوشش کے باوجود نظرانداز نہیں کر سکتا۔

اس کے برعکس، محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے جو حکمت عملی اختیار کی وہ انسانی تاریخ کا روشن ترین باب ہے۔ آپؐ نے اپنی برتری عناد، دشمنی، تعزیری اور انتقامی سزاؤں کے بغیر قائم کی۔ میدان کارزار میں بہادری کے ابواب تحریر کیے۔ کھلی جنگ

میں کوئی گھٹیا اور پست حربہ اختیار نہیں کیا۔

وہ شہر جس کے سرداروں اور لوگوں نے آپؐ پر جینا اجیرن کر دیا تھا، جہاں وہ درختوں کی چھال اور پتوں سے پیٹ بھرنے پر مجبور کر دیے گئے تھے، اسی شہر میں جب وہؐ فاتحانہ داخل ہوئے تو انسانی تاریخ میں ایک ایسی مثال قائم کی جس کی نظیر کبھی نہ مل سکے گی۔ پورے شہر کو سلامتی اور امان کا مژدہ سنایا گیا۔ چار۔۔۔صرف چار افراد ایسے تھے جن کے جرائم ناقابلِ معافی تھے، اس لیے وہ موت کے گھاٹ اتار دیے گئے۔

محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا جلوہ ہر جگہ دیکھا جا سکتا ہے۔ دن میں پانچ بار، فیض، دہلی، حجاز، ایران، کابل اور مصر و شام میں۔۔۔جب دنیا کے ہر خطے میں مسلمانوں کو نماز پڑھتے دیکھیں تو تسلیم کر لیں کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا دین سچا ہے، زندہ ہے اور زندہ رہے گا۔

محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) فضیلت کے اس درجے تک پہنچے کہ خدا کے بعد آپؐ کا نام آیا اور خدائے واحد کی اطاعت کے ساتھ آپؐ کی رسالت پر ایمان لازمی اور جزوِ ایمان ٹھہرا۔ دنیا میں جتنی مخلوقات ہیں، آپؐ کو ان سب پر فضیلت دی گئی۔ اس کے باوجود آپؐ کی زندگی دیکھیے۔ وہ اپنے پرانے اور سادہ چھوٹے گھر میں رہتے ہیں۔ اپنے گھر کے چھوٹے چھوٹے حقیر کام بھی اپنے ہاتھوں سے کرتے ہیں۔ اور ہر لمحہ خدا کے خوف سے لرزاں اور اس کے فضل کے طلب گار دکھائی دیتے ہیں۔

آر ڈبلیو سوڈرن

اسلام کے بارے میں مغربی علماء اور دانشوروں کی لاعلمی اور جہالت انتہا کو پہنچی ہوتی تھی۔ جب لاطینی دانشوروں اور مصنفوں سے کوئی سوال کرتا کہ۔۔۔ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کون تھے اور انہیں ایسی فقید المثال کامیابیاں کیسے حاصل ہوئیں تو یہ لاطینی جواب دیتے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) (نعوذباللہ) ایک جادوگر تھے جنہوں نے اپنی ساحری سے افریقہ اور دوسرے ملکوں کے لوگوں کو مسلمان بنالیا۔

ازمنہ وسطیٰ کے ان نام نہاد دانشوروں اور اسلام دشمن علماء کی بوئی ہوئی فصل عیسائی دنیا کو آنے والی صدیوں میں کاٹنی پڑی۔ اسلام سے ان کی بے خبری اور لاعلمی نے ان سے جہالت کے ایسے کارنامے سرزد کروائے کہ ان کے ذکر سے جہاں ہنسی آتی ہے وہاں ندامت بھی محسوس ہوتی ہے۔

محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو ساحر کہنے والے۔۔۔ آج یہ سوچنے پر مجبور ہو چکے ہیں کہ کیا دنیا نے ان جیسا کوئی دوسرا مذہبی رہنما پیدا کیا ہے؟

آر وی سی بوڈلے

بہت سے ایسے منافق اور جھوٹے مغربی مورخوں نے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پر ایسے الزامات عائد کیے ہیں جو ان کے خبثِ باطن کا اظہار کرتے ہیں۔
اگر آپؐ (نعوذ باللہ) طامع، بے ایمان اور بہروپیے ہوتے تو آپؐ جیسے انسان کو خدیجہؓ کبھی اپنے تجارتی کارواں کا سربراہ مقرر نہ کرتیں، اپنے پھیلے ہوئے کاروبار کا منتظم نہ بناتیں اور اگر آپؐ میں بددیانتی اور مکاری کا شائبہ تک ہوتا تو کبھی شادی نہ کرتیں۔ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے سنہرے مواقع سے کبھی ذاتی فائدہ نہیں اٹھایا۔ یہ آپؐ کی فطرت ہی میں نہیں تھا۔ اور پھر وفا شعاری اور انسانیت کی عظیم ترین روایت دیکھیے کہ جب تک خدیجہؓ زندہ رہیں آپؐ نے دوسری شادی تک نہ کی۔

آپؐ نے دو ٹوک الفاظ میں جواب دیا کہ وہ حکم الہٰی کے تحت تبلیغ دین کے لیے مامور کیے گئے ہیں، معجزہ دکھانے کے لیے نہیں۔ اور جنہیں کسی قسم کا شک و شبہ ہے، وہ قرآن پاک پر غور کریں جو سب سے بڑا معجزہ ہے۔ آپؐ نے کبھی اپنی ذات کے ساتھ معجزاتی صفات منسوب نہیں کیں۔ آپؐ اپنے آپ کو بشر کہتے تھے اور دعویٰ۔ حق یہ

تھا کہ وہؑ اللہ کے پیغمبر ہیں اور اللہ کے فرمان اور دین کو انسانوں تک پہنچانے آتے ہیں۔

اس میں کچھ شک نہیں کہ بہت سے معجزات آپؐ سے منسوب کر دیے گئے، لیکن درحقیقت آپؐ نے کبھی ایسا کوئی دعویٰ عمر بھر نہ کیا۔

حضرت موسیٰؑ، کنفیوشس اور بدھ کے بارے میں کوئی ایسا ریکارڈ محفوظ نہیں رہا جو ہم تک پہنچتا اور ہم ان کے پورے حالات سے واقف ہو سکتے۔ اس کے علاوہ حضرت عیسیٰؑ کی زندگی کے بارے میں بھی ہماری معلومات ناقص ہیں۔ حضرت عیسیٰؑ کی ابتدائی تیس برس کی زندگی پر پردہ پڑا ہوا ہے۔ اس کے برعکس محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی پوری زندگی ہم پر روشن اور عیاں ہے۔ ہم محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے بارے میں اتنی ہی زیادہ معلومات رکھتے ہیں جتنی اس شخص کے بارے میں جو ہمارے اپنے عہد کا ہو۔

آپؐ کے بارے میں سارا ریکارڈ جو آپؐ کی جوانی، آپؐ کی رشتے داروں، عادات اور بچپن کے بارے میں موجود ہے، لیجنڈری ہے نہ سنا سنایا۔ انؐ کے باطنی ریکارڈ کے بارے میں ہم ایک ایک تفصیل سے آگاہ ہیں۔ جب انہوںؐ نے خدا کا پیغمبر ہونے کا دعویٰ کیا تھا تب سے آخری لمحوں تک انؐ کے باطنی حالات اور کیفیات کا پورا ریکارڈ موجود اور محفوظ ہے۔ دنیا کے دوسرے پیغمبروں کی طرح انؐ کی زندگی پر اوہام اور لاعلمی کے پردے نہیں پڑے ہوتے اور نہ انؐ کی زندگی میں کسی قسم کی پُراسراریت کا شائبہ ملتا ہے۔

آپؐ خدا کے پیغمبر تھے۔ آپؐ نے کبھی اپنے آپ کو مقدس بنانے اور منوانے کی کوشش نہیں کی۔ آپؐ سادہ تھے اور سادہ چیزوں کو پسند کرتے تھے۔ سادگی کے باوجود وہؐ عظیم اور شاندار شخصیت رکھتے تھے۔ آپؐ سب کا بھلا چاہتے تھے۔ انؐ پر خدا کی وحی نازل ہوتی تھی، لیکن اپنی تمام زندگی انہوںؐ نے منطقی اہتمام کے ساتھ بسر کی۔

اپنے آپ کو کبھی خدا کا مثل اور اوتار قرار نہ دیا۔ آپؐ جانتے تھے کہ آپؐ ایک عظیم رہنما ہیں، لیکن آپؐ نے کبھی اپنی قیادت کو ظاہری طمطراق سے آشنا نہیں کیا۔ آپؐ حکمران تھے، لیکن آپؐ نے کبھی دربار نام کی چیز کا اہتمام نہیں کیا۔ آپؐ نے ہمیشہ اس خیال اور عقیدے کی حوصلہ شکنی کی کہ آپؐ مافوق الفطرت، خارقِ عادات یا معجزوں کی قوت رکھتے ہیں۔

بعض مواقع پر ہم دیکھتے ہیں کہ آپؐ کے بعض فیصلوں اور انداز فکر نے اپنے ہم عصر لوگوں کو قدرے پریشان کیا۔ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے فیصلے اور سوچ فی الحقیقت ہر زمانے کے لیے قابل عمل ہیں۔

غزوہ۔ اُحد میں غزوہ۔ بدر کی فتح کے بعد مسلمانوں کو شکست ہوئی۔ کافروں کے لیے یہ سنہری موقع تھا کہ وہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے وقار کو مجروح کر سکیں۔ انہوں نے یہ پروپیگنڈہ شروع کر دیا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا یہ دعویٰ باطل ہے کہ وہ خدا کے رسولؐ ہیں۔ خدا کا فرستادہ اور شکست سے دو چار ہو۔۔۔ ایسا نہیں ہو سکتا۔ آپؐ ایسے پروپیگنڈے کی اہمیت سے واقف تھے، اسی لیے آپؐ نے شکست کو تسلیم نہ کیا۔ غزوہ۔ اُحد میں آپؐ خود زخمی ہوئے تھے۔ آپؐ کی عمر ۵۶ برس تھی۔ اس کے باوجود ایک عظیم جرنیل کی طرح آپؐ گھوڑے پر سوار ہوتے اور آنے والے برسوں میں دشمنوں پر کاری ضرب لگاتے اور انہیں لڑائیوں میں شکست سے دوچار کرتے رہے۔ بطور جرنیل محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا رتبہ بہت بلند ہے۔

محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ایک سچے اور عظیم جرنیل کی حیثیت سے اپنے مجاہدوں اور ساتھیوں کے حوصلے نفسیاتی طریقوں سے بلند کرتے رہے۔

غزوہ۔ اُحد کے بعد آپؐ نے مدینے پہنچ کر شکرانے کی نماز پڑھی اور خطبہ ارشاد کیا۔ آپؐ نے فرمایا: "غزوہ۔ اُحد میں ہمیں اس لیے شکست ہوئی کہ ابھی ہمارے

ساتھیوں نے میرے حکم کی پوری طرح اطاعت کرنا نہیں سیکھی۔" حقیقت بھی یہی تھی کہ اگر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی ہدایات پر پوری طرح عمل کیا جاتا تو مسلمانوں کو اُحد میں شکست سے دوچار ہونا نہ پڑتا۔ آپؐ نے فرمایا:

"اگر میرے احکام اور ہدایات پر عمل کیا جاتا تو ہمیں بدر کی طرح اُحد میں بھی فتح ہوتی۔"

روایت ہے کہ اس کے بعد آپؐ نے قدرے توقف کے بعد اپنی قوم کو ایک اہم پیغام پہنچایا۔ آپؐ نے فرمایا:

"خدا ہمارا حامی و مددگار ہے۔ اس کے باوجود ہمیشہ یاد رکھو کہ میں بھی تمہاری طرح انسان ہوں۔ اللہ نے مجھے اپنا ترجمان منتخب کیا ہے، لیکن خدا نے مجھے امر اور لازوال نہیں بنایا۔ میں بھی انسان ہوں اور فانی ہوں۔"

غزوہ۔ اُحد میں ناکامی کے بعد محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے جو درس اپنی قوم کو دیا اس کی مثال پوری انسانی تاریخ پیش نہیں کرتی۔ آپؐ نے اپنی عظمتوں اور معجزوں کا ڈھنڈورا نہیں پیٹا بلکہ بتایا کہ وہؐ بھی اللہ کے بندے ہیں، فانی ہیں اور ابدی ذات خدا کی ہے اور اصل مشن اسلام کا بول بالا کرنا ہے۔ آپؐ نے آنے والے دور کے ہر مسلمان کو دراصل ایک زندہ پیغام دیا۔ اصل چیز ایمان ہے اور ایمان میں استقامت کے صلے ہی میں آخرت میں صلہ ملے گا۔

صرف اس وقت تو لوگوں کو جنت نہیں ملے گی جب تک محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) زندہ ہیں۔ انؐ کی زندگی اور موت حقیقت اولیٰ اور اسلام کی سربلندی اور نیکی اور خیر اور اس کے صلے کے ساتھ مشروط نہیں۔ آپؐ نے فرمایا: "اگر میں مارا جاؤں تو کیا تم میدان چھوڑ کر بھاگ نکلو گے؟ یوں تم اللہ کو ناراض کرو گے۔ اللہ صرف اطاعت کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔"

خطبے کے اختتام کے بعد آپؐ منبر سے اترے اور خاموش لوگوں کے درمیان

آہستہ سے چلتے ہوتے باہر نکل گئے۔ ایک برس ہوا جب بدر کی فتح کے بعد جشن منایا گیا تھا۔ آج سب سنجیدہ اور خاموش تھے، تاہم وہ بدر کی فتح سے بھی زیادہ معنی خیز مسرت سے لطف اندوز ہو رہے تھے۔ آج وہ دل کی گہرائیوں سے یہ محسوس کر رہے تھے کہ خواہ کیسی تباہی آ جاتے، ان کا رہنما ایسا عظیم ہے کہ وہؐ کبھی انہیں خفت محسوس نہ ہونے دے گا۔۔۔

آپؐ کتنے بڑے سپہ سالار تھے، اس کی ایک مثال غزوہ۔ تبوک سے دی جا سکتی ہے۔

صحرا کو عبور کرنا مسلمان فوج کے لیے دشوار ترین مرحلہ تھا۔ سورج غروب ہونے کے بعد پیش قدمی کی جاتی تھی۔ تاہم یہ بھی زیادہ آرام دہ نہ تھا، کیونکہ راتیں اتنی طویل تھیں اور نہ دن کی حدت سے خالی تھیں۔ دن کے وقت سانے کے لیے صرف وہ چٹانیں تھیں جو اتنی گرم ہوتی تھیں کہ انہیں چھوا بھی نہیں جا سکتا تھا۔ زمین اتنی آگ اُگل رہی تھی کہ پاؤں کو تلوں کی طرح جلتے تھے۔ پانی کی کمی نے مصائب میں مزید اضافہ کر دیا تھا۔ گرم ہوا ناقابل برداشت تھی۔ اور تو اور، بوڑھے بدوؤں نے بھی ایسے حالات میں کبھی صحرا پار کرنے کی کوشش نہ کی تھی۔

محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سب سے برتر تھے۔ آپؐ نے ایک مثال قائم کی۔ آپؐ بدو بھی نہیں تھے کہ ایسے حالات کا تجربہ رکھتے۔ آپؐ جوان تو کیا متوسط العمری سے بھی آگے بڑھ چکے تھے۔ اس کے باوجود آپؐ کا رویہ اور طرزِ عمل بے نظیر تھا۔ تبوک کی اس مہم کے علاوہ ہزاروں دوسری ذمہ داریوں کا بھی بوجھ اٹھاتے ہوتے تھے۔ اس کے باوجود آپؐ کے پاتے استقلال میں لغزش پیدا نہ ہوتی۔ ایک ہفتے کے اندر آپؐ اپنی پوری فوج کو مع ساز و سامان تبوک پہنچانے میں کامیاب ہو گئے جو رومی سلطنت کی سرحد پر واقع تھا۔

۴۰۱ ق م میں سائرس نے دس ہزار کرائے کے یونانی سپاہیوں کو بابل سے بحرِ

اسود تک پہنچا کر جو عظیم فوجی کارنامہ انجام دیا تھا، محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا یہ کارنامہ جنگی نقطہ۔ نظر سے کہیں زیادہ بڑا کارنامہ ہے۔ آپ ؐ نے چالیس ہزار افراد اور جانوروں پر مشتمل فوج کو جس کامیابی سے دشوار ترین مراحل سے گزار کر منزل تک پہنچا دیا، اس کی مثال نہیں ملتی۔ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) بلاشبہ عظیم سپہ سالار، شجاع اور جنگی مدبر تھے۔

بیکن نے اپنے ایک مضمون "بہادری" میں جو ۱۵۹۷ میں شائع ہوا، محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پر الزام لگایا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے عہد نامہ۔ قدیم اور عہد نامہ۔ جدید کے بہت سے جملے اپنی تعلیمات میں شامل کر کے (نعوذ باللہ) سرقے کا ارتکاب کیا تھا

اپنی ساری تحقیقی کاوشوں اور فضیلت کے باوجود بیکن کو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پر الزام لگاتے ہوئے اتنا بھی خیال نہ آیا کہ عربی زبان میں عہد نامہ۔ قدیم اور جدید کے تراجم محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی وفات کے دو صدیوں بعد ہوئے تھے۔

وہ زمانہ جس میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اسلام کی تبلیغ کی، یوں لگتا ہے جیسے ہر شخص دیوانہ ہو اور دیوانوں کی اس دنیا میں صرف ایک ہی حکیم فرزانہ ہو۔۔۔ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)!

قرآن پاک محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا سب سے بڑا معجزہ اور اسلام کی صداقت کا سب سے بڑا ثبوت ہے۔ تیرہ صدیوں سے زائد عرصہ گزر چکا ہے، اس کے باوجود قرآن کا ایک شوشہ تک تبدیل نہیں ہوا۔ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی ایک زوجہ۔ مطہرہ عائشہ ؓ نے فرمایا: "محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) مجسم اور سراپا قرآن تھے۔" یہ وہ صداقت ہے جسے کوئی نہیں جھٹلا سکتا۔

آرلی روڈ

انسانی تاریخ کو سامنے رکھیے اور اس کا بغور مطالعہ کیجئے تو ایک زبردست حقیقت کا انکشاف ہو گا۔ یہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تھے جو پہلے سماجی بین الاقوامی انقلاب کے بانی تھے جن کا حوالہ ہمیں تاریخ میں ملتا ہے۔ آپؐ سے پہلے کی تاریخ میں کوئی ایسا نہیں ملتا جو بین الاقوامی سماجی انقلاب کا بانی ہو۔

آپؐ نے ایک ایسی مثالی ریاست قائم کی کہ جب تک پوری دنیا کی ریاستیں اور حکومتیں اس کی تقلید نہیں کرتی ہیں، عالمی امن قائم نہیں ہو سکتا اور سماجی انصاف فراہم نہیں کیا جا سکتا۔ آپؐ نے انصاف اور جود و سخا کے جو قوانین مرتب اور نافذ کیے، جب تک دنیا انہیں نہیں اپناتی، یہ نہ خوشحال ہو سکتی ہے نہ پر سکون۔ آپؐ نے بین الاقوامی مساوات کا نظریہ دیا اور دنیا کے سب انسانوں کو برابر ٹھہرایا۔ آپؐ نے درس دیا کہ انسان کو انسان کی مدد کرنی چاہیے!

آر لینڈ اوٗ

محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے سامنے سب سے بڑا اور مشکل فریضہ یہ تھا کہ وہؐ اس طاقتور قبائلی نظام کو توڑ پھوڑ کر ختم کر دیں جو نہ صرف نہ ختم ہونے والی لڑائیوں کا سرچشمہ تھا بلکہ یہ قبائلی نظام خدا کا شریک بن چکا تھا۔ اس کارنامے کے ساتھ انہیںؐ اس قوم کو آفاقی قانون سے متعارف کرانا تھا جو لاقانونیت کی آخری حدوں کو چھو چکی تھی۔ انہوںؐ نے اس قوم کی تنظیم کرنی تھی جو قبائل میں بٹی ایک دوسرے کے خون کی پیاسی رہتی تھی۔ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو ظلم و شقاوت کی جگہ انسانیت کا علم بلند کرنا تھا، انتشار اور انارکی کی جگہ نظم و نسق کو بحال کرنا تھا اور طاقت کی جگہ انصاف کا بول بالا کرنا تھا۔ اور جب محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا انتقال ہوا تو اسلام کی تکمیل ہو چکی تھی۔ اللہ کی وحدانیت پر ایمان رکھنے والا معاشرہ معرض وجود میں آ چکا تھا۔ روحانی اور مادی فتوحات کا ایک ایسا راستہ کھل چکا تھا جس کی مثال پوری انسانی تاریخ پیش کرنے سے قاصر ہے۔

عیسائیت کا مسئلہ یہ ہے کہ وہ صرف اور صرف اسلام کو اپنا حریف سمجھتی ہے۔ عیسائیت یہودیت کو اقلیت کا مذہب سمجھتے ہوئے اپنا حریف نہیں سمجھتی۔ جہاں تک بدھ مت اور ہندومت کا تعلق ہے تو یورپ میں ان کا اثر و نفوذ کبھی نہیں رہا، بلکہ ایک طرح سے یورپ ان سے قطعی بیگانہ رہا ہے۔ پورا شمالی افریقہ مسلمان ہوا اور اسی طرح سپین (آٹھ سو برس تک) اور تھوڑے عرصے کے لیے ہی سہی، سسلی بھی مسلمانوں کے قبضے میں رہا۔ اس کے علاوہ وہ سرزمینیں جہاں یہودیت اور عیسائیت نے جنم لیا تھا وہ بھی مسلمانوں کے ہاتھوں میں رہیں۔ اسی طرح قسطنطنیہ جو عیسائی سلطنت کا مشرقی مرکز تھا، مسلمانوں کے پاس چلا گیا۔

عیسائیوں نے ایک طویل عرصے تک جو صدیوں پر مشتمل ہے، قرآن، اسلام اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے خلاف ہر نوع کے جارحانہ اور باطل حربے آزما کر دیکھ لیے۔ یقیناً اس میں عیسائیت کو کامیابی بھی ہوئی۔ مسلمان حکومتوں پر عیسائی مملکتوں کا نو آبادیاتی تسلط بھی قائم رہا، لیکن روح محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو دبایا نہ جا سکا۔ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی شخصیت اور تعلیمات اتنی جاندار ہیں کہ پوری عیسائی دنیا کی جدوجہد اور کوششوں کے باوجود اسے غیر موثر نہیں بنایا جا سکا اور بیسویں صدی میں مسلمانوں میں نشاۃِ ثانیہ کی تحریکوں نے پھر عیسائی دنیا کو متحیر اور پریشان کر دیا ہے۔

واقعہ یہ ہے کہ گزشتہ کئی صدیوں میں مسلمان کتنے ہی مقہور، بے عمل اور ستم رسیدہ کیوں نہ رہے ہوں، وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ ان تعلیمات کی اہمیت اور صداقت میں اضافہ ہوتا جا رہا ہے جو حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی تعلیمات ہیں۔ اور دنیا اگر اپنے جھگڑوں سے نجات حاصل کر کے امن کا گہوارہ بننا چاہتی ہے تو پھر اسے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی تعلیمات ہی پر عمل کرنا پڑے گا۔

محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے جو خدا کا تصور مسلمانوں اور بنی نوع انسان کو دیا۔۔۔وہ کیا ہے؟

محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے بتایا کہ روز مرہ کی سماجی زندگی اور اعمال کے تمام پہلوؤں پر خدا کی بالا دستی ہے۔ سماجی میل جول ہو، خاندانی تعلقات ہوں، روز مرہ کے کام ہوں، سیاسی اعمال ہوں یا صحت کے مسائل، سب حکم خداوندی کے تحت آتے ہیں۔ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے بتایا کہ اسلام ایک ایسا مذہب ہے جو پوری انسانیت کی فلاح کو اولیت دیتا ہے اور فرد ملت کا ایک حصہ ہوتا ہے۔۔۔اور خدا رب العالمین ہے۔

٭

آرنلڈ ٹوائن بی

محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اسلام کے ذریعے انسانوں میں رنگ اور نسل اور طبقاتی امتیاز کا یکسر خاتمہ کر دیا۔ کسی مذہب نے اس سے بڑی کامیابی حاصل نہیں کی جو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے مذہب کو نصیب ہوئی۔ آج کی دنیا جس ضرورت کے لیے رو رہی ہے اسے صرف اور صرف مساواتِ محمدیؐ کے نظریے کے ذریعے ہی پورا کیا جا سکتا ہے۔

آئرینا میڈ مکس

محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے جن تین چیزوں کو اپنی پسندیدہ قرار دیا، وہ نماز، خوشبو اور عورت ہیں۔

عورت۔۔۔آپؐ کے لیے قابل احترام تھی۔ اس معاشرے میں جہاں مرد اپنی بیٹیوں کو پیدائش کے وقت زندہ دفن کر دیتے تھے، محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے وہاں عورت کو جینے کا حق دیا۔ عورتوں کے حقوق کا تحفظ جس طرح محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے کیا، اس کی مثال دنیا کی پوری قانونی تاریخ میں نہیں ملتی۔

محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اسلام میں عورت کو وہ درجہ دیا جو آج کے جدید مغربی معاشروں میں بھی اسے حاصل نہیں۔ اسلام میں ایک شادی شدہ مسلم عورت کو آج بھی کسی انگریز عورت سے بہتر قانونی تحفظ حاصل ہے۔ وہ پیدائش، شادی اور موت کی گواہی دے سکتی ہے۔ اسے تصدیق کا حق حاصل ہے جو آج فرانسیسی عورت کو بھی حاصل نہیں۔

البرٹ وایل اور ایملی میکلیلن

حضرت خدیجہؓ کے بعد محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی پہلی بیوی ایک ایسی خستہ حال بیوہ تھیں جن کا خاوند جلا وطنی میں انتقال کر گیا تھا۔ اس کے بعد ابو بکرؓ کی شدید درخواست اور خواہش کے تحت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ابو بکرؓ کی صاحبزادی عائشہؓ سے شادی کی۔ ابو بکرؓ نے اسلام کی اتنی خدمت کی تھی اور وہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ایسے جاں نثار تھے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ان کی درخواست نظرانداز نہ کر سکتے تھے۔ عمرؓ کی بھی ایک صاحبزادی تھیں جن کا نام حفصہؓ تھا۔ ان کا خاوند فوت ہو چکا تھا۔ عمرؓ ان کی دوسری شادی کرنا چاہتے تھے۔ کہا جاتا ہے کہ وہ مزاج کی اتنی تیز تھیں کہ کوئی ان سے شادی کے لیے تیار نہ تھا اور مسلمان انہیں نظرانداز کر دیتے تھے۔ جب حضرت عمرؓ نے حضرت عثمانؓ اور حضرت ابو بکرؓ سے درخواست کی کہ وہ حفصہؓ سے شادی کر لیں تو انہوں نے بھی یہ درخواست قبول نہ کی۔ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے حفصہؓ سے شادی کر لی۔ ان میں ایک زوجہ۔ مطہرہ ایسی تھیں کہ ان کے والد کے خلاف لڑائی میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو فتح نصیب ہوئی۔ اس قبائلی سردار کی بیٹی سے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے شادی کر کے پورے قبیلے کی دوستی حاصل کر لی کیونکہ اس

شادی کے ذریعے وہؐ اس مفتوحہ قبیلے کے رشتے دار بن گئے۔ یوں انہوںؐ نے جہاں اس قبیلے کا وقار قائم رکھا وہاں امن و امان کو بھی مستحکم کر دیا۔ اسی طرح خیبر کی فتح کے بعد بھی محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے سرداروں میں سے ایک کی بیوی سے شادی کی اور یہ ثابت کیا کہ آپؐ ان لوگوں کا احترام کرتے اور انہیں اپنا دوست سمجھتے ہیں۔ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے تین ایسی درمیانی عمر کی بیواؤں سے شادی کی جن کے پہلے شوہر جہاد میں شہید ہوئے تھے۔ اس کی بھی وجوہات تھیں۔ یہ بیوائیں مسلمان تھیں اور ان کے رشتے دار جو کافر اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے دشمن تھے، انہوں نے ان بیواؤں کو بھوکے مرنے کے لیے چھوڑ دیا تھا۔ آپؐ نے ایسی ایک نادار رشتے دار خاتون سے شادی کی جن کی عمر پچاس برس سے اوپر تھی۔ ان خاتون کا کوئی گھر نہ تھا۔ یوں آپؐ نے حضرت عباسؓ اور عالم اسلام کے نامور جنگی جرنیل خالدؓ بن ولید کے دل جیت لیے جو ان خاتون کے رشتے دار تھے۔ مصر کے عیسائی گورنر نے جو روسی شہنشاہیت کے ماتحت تھا، آپؐ کے لیے ایک نوجوان کنیز لڑکی بھیجی۔ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اگر اس سے شادی کرنے سے انکار کر دیتے تو یہ مصر کی توہین ہوتی، اور پھر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ایسے بلند کردار کے حامل تھے کہ وہ کسی کنیز کو رکھنے کے روادار نہ تھے۔ انہیںؐ طبقہ اناث کے احترام کا جو احساس تھا، اس کا بھی یہی تقاضا تھا کہ وہ اس مصری عیسائی خاتون سے شادی کر لیں۔

اب محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) فاتح تھے اور عرب کے حکمران ۔۔۔ اب آپؐ کی زبان سے نکلا ہوا ہر لفظ قانون کا درجہ رکھتا تھا۔ وہؐ بلا شرکت غیرے اقتدار کے مالک تھے۔ اگر آپؐ چاہتے تو ساری دولت سمیٹ سکتے اور عیش و آسائش کی زندگی بسر کر سکتے تھے۔ مدینے کے ان لوگوں نے جو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی روزمرہ زندگی کے ہر عمل کا بغور

مشاہدہ کرتے تھے، یہ دیکھا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے طرز حیات میں کوئی تبدیلی نہیں آئی اور آپؐ پہلے کی طرح سادہ اور تنگی کی زندگی بسر کرتے رہے۔ آپؐ کو جو ملتا وہ دوسروں میں بانٹ کر خود خالی ہاتھ رہ جاتے۔

انسائیکلو پیڈیا برٹانیکا

تاریخی ذرائع اور ماخذوں سے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی زندگی کے آخری بیس برسوں کے بارے میں جو معلومات جدید محققوں اور عالموں نے فراہم کی ہیں ان سے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی شخصیت بہت واضح ہو کر سامنے آ جاتی ہے۔

آپؐ کی سیرت کا سب سے نمایاں پہلو جو ایک حیران کن، متاثر کرنے والا تضاد ہے۔۔۔یہ ہے کہ عظیم فتوحات کے باوجود۔۔۔ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی انسانیت اور انسانیت نوازی میں کمی نہیں بلکہ اضافہ ہوتا چلا گیا۔۔۔

اویلیئری

محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے بارے میں کوئی فاترالعقل اور انتہائی متعصب شخص ہی یہ الزام لگا سکتا ہے کہ آپؐ نے تلوار کے ذریعے اسلام پھیلایا اور اپنے پیروکاروں کو اس راہ پر چلنے کی تلقین کی۔

افسوس کہ مغرب کے کتنے ہی ایسے مورخین اور علماء تھے جنہوں نے اس بے ہودہ فسانے کا بار بار پرچار کر کے اپنے متعصب اور فاترالعقل ہونے کا ثبوت دیا۔

ای بلائیڈن

محمد (صلّی اللہ علیہ وسلّم) کے دین کا پورا سسٹم دو بنیادوں پر استوار ہے، اور یہی قرآن کی روح ہے۔ جزا اور سزا کے ستون۔۔۔اچھے کام کی جزا اور برے کام کی سزا۔۔۔امید اور خوف! امید کہ اچھائی باثمر ہوگی اور خوف کہ برائی کا ارتکاب ہوا تو سزا ملے گی۔ ایسا مکمل نظام حیات دنیا کے کسی مذہب نے پیش نہیں کیا۔

ولیم پین، پادری جارج وائٹ فیلڈ، صدر ایڈورڈز۔۔۔یہ سب لوگ کئی اہم کتابوں کے مصنف تھے اور ان کی شہرت عالمگیر ہے۔ مسیحی دینیات کی دنیا میں انہیں ممتاز مقام حاصل ہے۔ یہ سب کیسے انسان تھے؟ یہ سب غلامی کے حامی تھے اور سینکڑوں غلام ان کی ملکیت تھے۔ حبشی ان کے نزدیک انسان تھے ہی نہیں، بلکہ وہ انہیں "شیطان کی اولاد" سمجھتے ہوئے ان سے نفرت کرتے اور ان پر ہر ظلم روا رکھنا جائز سمجھتے تھے۔

کتنی صدیوں نے ظلم وستم کا بازار دیکھا، صرف اس لیے کہ یہ دیندار، نیک طینت، سفید فام اس نظریے پر یقین رکھتے تھے کہ خدا نے انہیں یہ حق دیا ہے کہ وہ افریقہ کے

حبشیوں کو اپنا غلام بنا سکتے ہیں۔
ان عیسائی دینداروں اور عالموں کا خدا، محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے خدا سے کتنا مختلف ہے!
محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے انسانوں کو بتایا کہ حبشی اور کالے بھی انسان ہوتے ہیں۔ ان کی اپنی جانیں اور روحیں ہوتی ہیں۔
اس کے برعکس دینداروں اور کلیسا کے عہدیداروں نے حبشی غلاموں کو بتایا تھا۔۔۔
"تمہیں جان لینا چاہیے کہ تمہارے جسم بھی تمہارے اپنے نہیں، بلکہ تمہاری جانوں اور روحوں کے مالک بھی وہی ہیں جنہیں خدا نے تمہارا آقا بنایا ہے۔"
اور پھر اسلام اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پر گھٹیا اعتراض کرنے والے بہت کچھ جان بوجھ کر بھلا دیتے ہیں۔۔۔ڈاکٹر میکلیر ہمیں بتاتا ہے:
"پروشیا میں اسلاف کی توہم پرستی اس حد تک گہری ہو چکی تھی کہ ہر شخص کو تین شادیاں کرنے کا حق حاصل تھا اور ان بیویوں کی حیثیت کنیزوں اور باندیوں سے زیادہ نہ تھی۔ اور پھر جب ان کا خاوند مرجاتا تو اس کی بیواؤں سے یہ توقع کی جاتی تھی کہ وہ اس کے ساتھ جل مریں۔ اگر وہ یہ توقع پوری نہیں کرتی تھیں تو مرنے والے کے لواحقین انہیں قتل کر دیتے تھے۔"
محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے حکم دیا کہ جب تک تمہیں اپنی پہلی بیوی کی اجازت حاصل نہ ہو اور جب تک اس کی کوئی جائز شکایت نہ ہو اور جب تک تم دوسری بیوی کے ساتھ ساتھ پہلی بیوی کی کفالت نہ کر سکو اور دونوں میں انصاف کا توازن برقرار نہ رکھ سکو، تمہیں دوسری شادی کی اجازت نہیں۔
سچا اور اصلی اسلام۔۔۔جو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) لے کر آئے۔ اس نے طبقہ۔ اناث کو وہ حقوق عطا کیے جو اس سے پہلے اس طبقے کو انسانی تاریخ میں نصیب ہوتے

تھے نہ اس کے بعد!

اسلام نے انسانیت کو متحد کیا۔ اسلام صرف عربوں تک محدود نہیں تھا۔ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا مشن اور پیغام پوری انسانیت کے لیے تھا۔

مسیحؑ کے نام لیواؤں نے انسانیت کو جس قعرِ مذلت میں دھکیل دیا تھا، محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اس انسانیت کو امن، مسرت اور مساوات کی فضا میں جینے کا برابر حق دیا۔

افریقہ میں اسلام اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے شیدائیوں نے جمہوری حکومتیں قائم کیں۔ مسلم فتوحات کے نتیجے مین کالے خطے میں اسلام کی روشنی پھیلی اور تعلیمات محمدیؐ نے انسانوں کو جینے اور سر اٹھانے کا حق بخشا۔ عیسائیت جہاں بھی گئی وہاں انسانوں کو غلام بنایا گیا اور طاقت اور جارحیت کے ذریعے ان پر حکمرانی کی گئی۔ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا دین جہاں پہنچا وہاں حقیقی جمہوری حکومتوں کا قیام معرض وجود میں آیا۔

محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے دین اور انؐ کی تعلیمات کو کن الفاظ میں سراہا جا سکتا ہے--- حقیقی انقلاب جو ذہن بدل دے، دل بدل دے، اس کی تعریف کیسے ممکن ہے۔ شمالی افریقہ میں مسلمانوں کی فتوحات کے بعد، جنوبی افریقہ میں اسلام--- تلوار کے ذریعے نہیں بلکہ مدرسوں، کتابوں، مسجدوں، باہمی شادیوں اور رشتوں اور تجارت کے ذریعے پہنچا۔

محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی روحانی فتوحات الفاظ میں بیان کرنا ممکن نہیں۔

محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ساتھ ہی اس مساوات اور جمہوریت نے جنم لیا جو اس سے پہلے دنیا میں موجود نہیں تھی۔ اب دولت اور حسب نسب کے پیدائشی دعوؤں کی کوئی اہمیت نہ رہی۔ غلام--- مسلمان ہو کر آزاد ہو جاتا۔ دشمن---اسلام قبول کر کے خون کے رشتے دار سے زیادہ عزیز سمجھا جاتا۔ اور کافر---اسلام لانے کے بعد دین

کا مبلغ بن جاتا۔ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ایک حبشی بلالؓ کو موذن بنا دیا کیونکہ وہ اسلام لے آتے تھے اور پھر ان کے ہونٹوں سے اذان کے خوبصورت کلمات سنائی دیے۔۔۔ "نماز نیند سے بہتر ہے۔" محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے خوابیدہ انسان کو بیدار کر دیا۔ انسانی بیداری کی یہ صدا آج بھی دنیا کے ہر ملک میں سنی جاتی ہے۔ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے دھتکارے ہوتے غلاموں کو آقا بنا دیا۔

اے پر تھیراں

علم کے حصول پر کتنے نبیوں، رسولوں اور پیغمبروں نے اصرار کیا ہے؟
تاریخِ مذاہب کا مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہو گا کہ بہت سے ایسے پیغمبر بھی تھے جو علم کے حصول سے اپنے پیرو کاروں کو منع کرتے تھے۔ بعد کے زمانوں میں راہبوں، پروہتوں، عالموں، پادریوں نے عوام الناس پر علم کے دروازے بند کرنے کی ہر کوشش کی۔ علم صرف خاص اور چیدہ لوگوں کے لیے محدود اور مخصوص کر دیا گیا۔
محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا ظہور ہوا تو علم کی دنیا کے سب سے سنہرے باب کا آغاز ہوا۔ آپؐ نے علم حاصل کرنا ہر مسلمان مرد اور عورت کا فرض قرار دیا۔ آپؐ نے فرمایا کہ علم کے حصول کے لیے چین بھی جانا پڑے تو ضرور جاؤ۔
محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے علم کی اہمیت اجاگر کی اور علم کے فروغ پر اصرار کیا۔ یوں نئی دنیا کی تمام تہذیبیں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے اس علمی احسان کی پیداوار ہیں۔

اے جی لیونارڈ

محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ایک پاک اور بے لاگ زندگی بسر کرتے رہے۔ نبوت کا دعویٰ کرنے سے پہلے اور اس کے بعد بھی آپؐ کے طرز حیات میں کوئی تضاد اور منافقت دکھائی نہیں دیتی۔ اگر آپؐ کے عمل اور قول میں تضاد ہوتا تو ان کے اپنے لوگ، اپنا خاندان انہیں دھتکار دیتا۔ واقعہ تو یہ ہے کہ ان کی جان کے دشمن، اسلام کو مٹانے کے لیے سازشیں کرنے والے بھی محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی صداقت اور امانت کو تسلیم کرتے تھے۔

محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ایک ایسی شخصیت تھے جن کے سامنے ایک عظیم مقصد اور بلند نصب العین تھا اور اپنے اس مقصد کی تکمیل اور نصب العین کے حصول کی راہ میں حائل ہر مشکل اور دشواری کا وہؐ مقابلہ کر سکتے تھے۔ یہ قوت اور صلاحیت اللہ کی دین تھی۔ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے کارناموں کے حوالے سے دراصل خدائے واحد کے جلال و شوکت کا اظہار ہوتا ہے۔ خدا نے انؐ کے ہاتھوں کی حرکت کو وہ تاثیر عطا کی تھی کہ وہؐ پوری دنیا کو ہلا سکتے تھے۔ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی کامیابی جس کی مثال تاریخ

میں نہیں ملتی، دراصل عطیہ۔ خداوندی تھی۔

محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے دنیا کو ایک عجیب فلسفہ دیا۔۔۔ایک ایسا فلسفہ اور طرزِ حیات جو اس سے پہلے روئے زمین پر موجود نہیں تھا۔ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے موت کا خوف دلوں سے نکال دیا اور ایک ایسے طرزِ حیات کی بنیاد ڈالی جس میں انسان ہر لحہ خوفِ خدا میں ڈوبا رہتا ہے۔

محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا وہ کون سا ممتاز رویہ تھا جس نے انہیں سب سے منفرد بنا دیا؟ اس کے لیے ہمیں عیسائیت کی تاریخ کی طرف رجوع کرنا پڑے گا اور بطور خاص اس دور کا مطالعہ کرنا ہو گا جو تعزیر و مذہبی سزا کا دور کہلاتا ہے۔ مذہب کے نام پر عیسائیوں کے تعزیری اور احتسابی اداروں نے عیسائیت کا دامن بے گناہوں کے خون سے ایسا داغدار کر دیا کہ صدیاں گزر جانے کے باوجود یہ داغ مٹائے نہیں جا سکتے۔ ذرا البیگنز، والڈ نیسز اور بار تھولومیو کے سیاہ کارناموں پر تو اک نگاہ ڈالیے۔

اس کے برعکس محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اور ان کے رفیقوں اور پیرو کاروں نے مذہبی سزاؤں کے ذریعے کسی غیر مسلم کو ظلم و ستم کا نشانہ بنایا نہ اپنے دین کی سربلندی کے لیے انسانیت کا دامن انسانوں کے خون سے داغدار کیا۔

محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی یہی وہ خاص خوبی ہے جو انہیں دنیا کے تمام برگزیدہ انسانوں میں ممتاز کرتی ہے۔

جسمانی اور اخلاقی پاکیزگی کے نقطہ نظر سے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہر نوع سے ایک جوہر تھے۔ آپؐ صرف جسمانی پاکیزگی ہی کی تعلیم نہیں دیتے بلکہ ذہنی اور روحانی پاکیزگی کی بھی تلقین کرتے ہیں۔ پچاس ایسے عمل جو بد اخلاقی کے زمرے میں آتے

تھے، خواہ ان کا ارتکاب چھپ کر کیا جاتا تھا یا کھلے عام۔۔۔ آپؐ نے حکم ربانی کے تحت انہیں موانعات اور نواہی میں تبدیل کر دیا۔ آپؐ کی عظمت کا راز بے نفسی، جاں فشانی، سیاسی بصیرت اور دیانت میں مضمر ہے۔ بلاشک و شبہہ کہا جا سکتا ہے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اپنی بصیرت کی وجہ سے اپنے زمانے سے صدیوں آگے تھے بلکہ آپؐ کی تعلیمات رہتی دنیا تک کے لیے مشعل راہ ہیں۔

محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے دنیا کو بتایا کہ خدا کوئی ذاتی وجود نہیں رکھتا بلکہ اللہ ہے اور پوری کائنات اور بنی نوع انسان کا خالق ہے۔ یہ ایک نظریہ اور ایک عقیدہ، ایک ایسا انقلاب تھا جس سے دنیا پہلی بار آشنا ہوئی اور ہمیشہ اس خدائے واحد اور خالق دو جہاں کی عبادت کرتی رہے گی۔

ایچ آر گبنز

کونسی قوت ہے جو یورپ میں توازن قائم کر سکتی ہے؟

اس کا صرف ایک ہی جواب ہے۔ وہ قوت اسلام ہے۔ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی زندگی اور اعمال و تعلیمات کی تقلید کے ذریعے ہی سے یورپی قومیت اپنا توازن برقرار رکھ سکتی ہے۔ جبری نظام حکومت، روسی کمونزم، سرمایہ داری اور صنعتی نظام کی خرابیاں، یورپ کو ایک ایسے انتشار اور انارکی سے دوچار کر رہی ہین کہ یورپ کے لیے کسی نہ کسی ایسی قوت کا حصول ناگزیر بن گیا ہے جو توازن بحال کر سکے۔

محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی زندگی اور تعلیمات کا زریں اصول یہ رہا کہ توازن اور میانہ روی اختیار کرو۔ اس اصول کو اپناتے بغیر یورپ اپنے انتشار پر قابو نہیں پا سکتا۔

اتیچ ایم ہنڈ مین

ظلم وستم، تشدد، غربت، بے وطنی اور بدحالی۔۔۔ہر طرح کے آلام اور مصائب کے باوجود محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ساتھیوں اور پیروکاروں نے آپؐ سے بے وفائی نہیں کی۔ آپؐ کے صحابیوںؓ میں سے ایک بھی ایسا نہ تھا جس نے کسی تکلیف یا مصیبت سے گھبرا کر کسی آسائش یا لالچ کے لیے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ساتھ غداری یا فریب دہی کے بارے میں تصور بھی کیا ہو۔ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی تعلیمات اتنی سچی تھیں اور انؐ کی شخصیت اتنی پُرکشش، کھری اور جاذبیت رکھنے والی تھی کہ انؐ کا کوئی ساتھی ایمان لانے کے بعد گمراہ نہیں ہوا۔

اتیچ پائرینی

انسانی دنیا میں ایک خلا تھا۔ وسیع و بسیط خلا۔ انسان انسان سے بچھڑا ہوا اور فاصلے پر کھڑا تھا۔ عرب کے صحراؤں میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے انسانی یگانگت اور عالمی برادری کا جو پیغام دیا، اس نے اس خلا کو پُر کر دیا۔ انسان انسان کے قریب آ گیا۔ آج ہم عالمی برادری کی جو اصطلاح استعمال کرتے ہیں، اس کا تصور پیغمبر عربیؐ کی عطا ہے!

اتچ جی ویلز

سوال یہ ہے کہ ایک ایسا آدمی جو خوبیوں کا مالک نہ ہو اس کا کوئی دوست ہو سکتا ہے؟

حقیقت یہ ہے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو جو لوگ زیادہ قریب سے جانتے تھے انہی کا آپؐ پر اعتقاد اور ایمان سب سے زیادہ تھا۔ خدیجہؓ کو لیجیے، ابوبکرؓ کو لیجیے، محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پر ان کے ایمان اور اعتقاد میں کبھی کمی واقع نہیں ہوئی۔ ابوبکرؓ اپنے پیغمبرؐ پر جیسا پختہ ایمان رکھتے تھے، اظہر من الشمس ہے۔ اور اس دور کی تاریخ کا مطالعہ کرنے والے کے لیے یہ ضروری ہو جاتا ہے کہ وہ ابوبکرؓ کی صداقت اور شہادت پر ایمان لائے۔

جھوٹے آدمی کی تعلیمات میں منافقت اور جھوٹ کی آمیزش ہوگی۔

محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی تعلیمات یہ ہیں کہ سچ سب سے بڑی نعمت اور خوبی ہے۔ جو جھوٹا ہے وہ مسلمان نہیں ہو سکتا۔ اور پھر اس سے بھی بڑی صداقت جو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے دنیا کو عطا کی، وہ خدا کی وحدانیت ہے۔ یہ تصور یہودیوں میں بھی موجود ہے لیکن کس حد تک؟ اسلام سادہ اور کامل ترین مذہب ہے۔ مہربانی، فیاضی اور

مساوات پر اس کی بنیادیں استوار ہوتی ہیں۔ یہ دنیا کے ہر عام آدمی کی ضرورت پورا کرنے والا مذہب ہے۔

ایچ میسے

شاید کسی دوسری صدی نے اس شدت سے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے پیغام کی صداقت کو تسلیم کرنے پر بھرپور آمادگی کا اظہار نہ کیا ہو جتنا کہ بیسویں صدی میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی تعلیمات کی صداقت کو محسوس کیا گیا اور ان پر عمل کرنے کی ضرورت پر زور دیا گیا ہے۔

ایک خدائے واحد اور آخرت پر ایمان لاکر ہی انسان کی نجات ہو سکتی ہے۔ اور بنی نوع انسان کے عظیم ترین نجات دہندہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہیں۔

ایچ سٹب

صدیوں پر محیط ایک طویل عرصہ ہے جس میں مغرب کی عورت کو اپنے باپ کی جائیداد سے کوئی حصہ نہ مل سکتا تھا۔ وہ اس کی قانونی حقدار نہیں سمجھی جاتی تھی اور اب بھی یورپ کے بہت سے ممالک ہیں جہاں بیٹی کو قانونی طور پر مرنے والے باپ کے ورثے سے حصہ نہیں ملتا۔ ہاں اگر باپ وصیت میں اس کے لیے کچھ چھوڑ جائے تو وہ وارثوں میں شامل ہو سکتی ہے، جبکہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے عورت کو قانونی سطح پر یہ مرتبہ بخشا کہ وہ اپنے والد کی جائیداد میں حصے دار ہوتی ہے۔

اسلام کے پیغمبر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ایک سے زائد شادیاں کرنے کی جو اجازت دی وہ لا محدود نہیں، بلکہ ان کی تعداد مقرر کر دی گئی۔ اس کے علاوہ جس طرح ان شادیوں کو مشروط اور محدود کیا گیا، اس پر عمل کیا جائے تو دوسری شادی کا تصور محال ہو جاتا ہے۔

ای ڈر منگھم

عرب بنیادی طور پر انارکسٹ اور انتشار پسند تھے۔ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے یہ زبردست معجزہ کر دکھایا کہ انہیں متحد کر دیا۔ بلا شک و شبہہ دنیا میں کوئی ایسا مذہبی رہنما نہیں گزرا جسے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) جیسے سچے اور وفادار پیروکار ملے ہوں۔

اس سے کون انکار کر سکتا ہے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی تعلیمات نے عربوں کی زندگی بدل کر رکھ دی۔ اس سے پہلے طبقہ اناث کو کبھی وہ احترام حاصل نہیں ہوا تھا جو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی تعلیمات کے نتیجے میں ملا۔ جسم فروشی، عارضی شادیاں اور آزادانہ محبت ممنوع قرار دے دیے۔ لونڈیاں اور کنیزیں جنہیں اس سے پہلے محض اپنے آقاؤں کی دل بستگی کا سامان سمجھا جاتا تھا، وہ حقوق و مراعات سے نوازی گئیں۔ غلامی کا ادارہ بوجوہ اس دور میں باقی رہا لیکن غلام کو آزاد کرنے والے کو سب سے بڑا نکوکار قرار دیا گیا۔ غلاموں کے ساتھ برابری کا سلوک روا رکھا جانے لگا اور غلاموں نے دین اسلام کی تعلیمات سے فیض یاب ہو کر اعلیٰ ترین مناصب حاصل کیے۔ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا ارشاد ہے:

"تمہارے غلام تمہارے بھائی ہیں۔ جس نے ایک غلام آزاد کیا اس پر دوزخ کی

آگ حرام ہو گئی۔ اپنے غلاموں کو وہی کھلاؤ جو تم خود کھاتے ہو۔ انہیں اپنے جیسا لباس پہناؤ۔ ان کی طاقت سے زیادہ کبھی ان سے کام نہ لو۔"

ایک موقع پر جب کسی نے بلال ؓ کو "حبشن کا بچہ" کہہ کر پکارا تو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اس شخص کو مخاطب کر کے کہا:

"تم میں ابھی دور جاہلیت کی خُوبُو پائی جاتی ہے۔"

جو کچھ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے کر دکھایا، اسے سامنے رکھیں تو ہم ان کی عظیم ترین شخصیت کو خراج عقیدت پیش کرنے پر مجبور ہو جاتے ہیں۔ قرآن کی تعلیمات سامنے رکھ لیجیے یا وہ خوبیاں جو سارے عالم میں مسلمہ سمجھی جاتی ہیں، محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی زندگی قرآنی تعلیمات اور مسلمہ آفاقی سچائیوں کا جیتا جاگتا نمونہ تھی اور آپ ؐ نے کبھی اپنی گفتار اور اعمال کے ذریعے ان حدود سے تجاوز نہیں کیا۔

یسوع مسیحؑ سے جب ایک متلاشی نے پوچھا کہ سیزر کے کارندے بھی اپنا ٹیکس طلب کرتے ہیں اور آپ بھی اپنی اطاعت کا حصہ مانگتے ہیں تو ہم کیا کریں۔

مسیحؑ سے منسوب جواب عہد نامہ۔ جدید میں یوں بیان کیا گیا ہے:

"سیزر کا حصہ سیزر کو اور میرا حصہ مجھے دو۔"

محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) جو دین لے کر آئے اور جن تعلیمات سے آپ ؐ نے دنیا کو سرفراز کیا، ان میں سمجھوتے بازی اور منافقت سرے سے موجود نہیں ہے۔ ان ؐ کا فرمان تھا:

"تمہارا جو کچھ ہے وہ تمہارے خدا کا ہے اور خدا کی بادشاہت میں کوئی دوسرا شریک نہیں۔"

مدینے کی طرف ہجرت سے پہلے مکّے کے باسی مسلمانوں نے بہ امر مجبوری اپنی املاک اور مکان اونے پونے بیچ دیے تھے اور جو ایسا نہ کر سکے ان کے ہجرت کرنے کے بعد ابوسفیان نے ان کے گھر اور املاک ضبط کر لی تھیں۔ فتحِ مکہ کے بعد جب مسلمان فاتح بن کر یہاں داخل ہوئے تو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ایک ایسا فیصلہ دیا جو انسانی تاریخ میں اپنی نوعیت کا واحد فیصلہ تھا۔ آپؐ نے مکّے سے ہجرت کر جانے والے مسلمانوں کو ہدایت کی کہ وہ جن گھروں کو مجبوری کی حالت میں اونے پونے اہل مکہ کے پاس بیچ گئے تھے، یا ان کے جانے کے بعد مکّے کے لوگوں نے ان پر قبضہ کر لیا، اس کی ملکیت کا دعویٰ نہ کریں۔ آپؐ نے فرمایا: "میں وعدہ کرتا ہوں کہ ان مکانوں کے بدلے انہیں جنت میں گھر ملیں گے۔"

محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) صرف اس لیے عظیم نہیں تھے کہ وہ امن کے علمبردار تھے، بلکہ آپؐ اس لیے عظیم تھے کہ آپؐ کا یہ عقیدہ تھا کہ بعض اصولوں کے لیے نہ صرف لڑائی ناگزیر ہے، بلکہ اگر ان کے لیے جان بھی دینی پڑے تو گریز نہ کرنا چاہیے۔
پیغمبر دنیا میں اسی طرح بھیجے جاتے ہیں جیسے فطرت کے طاقتور عناصر دنیا میں آتے ہیں۔۔۔۔ سورج ایک دنیا کو جھلسا کر رکھ دیتا ہے اور بارش زمین کو گلزار بنا دیتی ہے۔ سورج نہ ہو تو پھل اور سبزیاں نہ ہوں۔ بارش زمین سیراب نہ کرے تو بیج بار آور نہیں ہو سکتا۔ سورج غضبناک ہو جائے تو کھیتیاں جلا دیتا ہے اور بارش نامہربان ہو جائے تو بستیاں ڈوب جاتی ہیں۔ اس لیے دیکھنا پڑتا ہے کہ فطرت کی ان قوتوں کی طرح پیغمبروں نے کیا دیا ہے؟ ہم اس کا اندازہ نتائج ہی سے لگا سکتے ہیں۔ اس کی بہترین مثال انسانی ذہن اور قلوب ہوتے ہیں۔ جو پیغمبر انسانی ذہنوں اور قلوب کو تسخیر کرتا ہے، وہ خدا کا حقیقی پیغمبر ہے۔ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) دنیا کے سب سے کامیاب ترین پیغمبر تھے

کہ جتنے اذہان اور قلوب آپؐ نے مسخر کیے، کسی اور نے نہیں۔

محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ان پڑھ تھے، لیکن آپؐ کو دنیا کا وہ علم دیا گیا تھا جو خدا کے خاص بندوں کے مقسوم میں ہوتا ہے۔ علم الٰہی۔۔۔وحی کے ذریعے نازل ہونے والا علم! یہ منشائے ربانی تھا کہ ہر دل صرف معرفت الٰہی سے معمور ہو۔

خدا پر جو ایقان اور ایمان محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو تھا، اس کی مثال تاریخ پیش نہیں کر سکتی۔ واقعہ ہے کہ آپؐ ایک بار مدینہ جاتے ہوئے ایک درخت کے نیچے لیٹ کر سو گئے۔ آپؐ نے اپنی تلوار ایک درخت پر لٹکا دی تھی۔ اچانک آپؐ کی آنکھ کھلی اور دیکھا کہ ایک اجنبی اپنی تلوار تانے چیخ رہا ہے: "کہو! اب تمہیں مجھ سے کون بچا سکتا ہے؟"

آپؐ نے اجنبی کے چہرے پر نگاہیں گاڑتے ہوئے بڑی نرمی سے جواب دیا:

"میرا خدا!"

اجنبی بدو اتنا حیرت زدہ اور ہراساں ہوا کہ اس کے ہاتھ سے تلوار گر گئی۔ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اس کی تلوار اٹھائی اور اس آدمی کی طرف تلوار سونت کر پوچھا:

"کہو، اب تمہیں کون بچائے گا؟"

"آہ۔۔۔کوئی بھی نہیں!" بدو نے بے بسی سے جواب دیا۔

آپؐ نے تلوار پھینک دی اور فرمایا:

"سنو۔۔۔خدا سے رحم کھانا سیکھو۔ وہ تمہاری حفاظت کرے گا۔"

محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اس اعتبار سے دنیا کے واحد پیغمبر ہیں جن کی زندگی ایک کھلی کتاب کی طرح ہے۔ ان کی زندگی کا کوئی گوشہ چھپا ہوا نہیں بلکہ منور اور روشن ہے۔

عقل سلیم سے عاری انسان ہی محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پر کسی بھی ذہنی بیماری کا الزام عائد کرتے ہیں۔ یہاں موازنہ نہیں بلکہ واقعہ اور حقیقت کا اظہار مقصود ہے کہ عہد نامہ۔ قدیم کے پیغمبر کتنے جلالی۔۔۔اور مغضوب الغضب تھے۔ اور تو اور، عہد نامہ۔ جدید میں مسیحؑ جیسے حلیم اور نرم دل کو بھی ہم غصے اور طیش سے مغلوب ہوتے دیکھتے ہیں اور ایسی زبان بھی بولتے ہوتے سنتے ہیں جو شائستہ قرار نہیں دی جا سکتی۔

کیا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا بڑے سے بڑا معترض کوئی ایسا ایک واقعہ بتا سکتا ہے۔۔۔جب محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اپنے آپ پر غصے اور طیش کو غالب کر لیا ہو۔ کیا کسی ایسے ایک واقعے کی نشاندہی کی جا سکتی ہے جب محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے غیر شائستہ زبان استعمال کی ہو۔ کوئی معترض اور نقاد بھی محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی زندگی کا ایک ایسا واقعہ بیان نہیں کر سکتا جب کسی مرض یا تکلیف کی وجہ سے آپؐ کسی میدان جنگ یا زمانہ۔ امن میں کسی بیماری کے دورے کے زیر اثر آئے ہوں۔ کوئی بھی واقعہ انؐ کی زندگی میں ایسا نہیں جس سے انؐ کی جسمانی یا ذہنی صحت کے علیل ہونے کا سراغ ملتا ہو۔

انؐ کی جسمانی اور ذہنی صحت قابل رشک تھی۔ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اپنی زندگی میں چالیس فوجی مہمیں روانہ کیں جن میں سے ایک اندازے کے مطابق تیس جنگوں میں خود آپؐ نے حصہ لیا۔ ہر جنگ میں جس فراست، جس شجاعت اور جنگی حکمت عملی اور مہارت کا ثبوت آپؐ نے فراہم کیا، کیا وہ کسی ایسے شخص کے لیے ممکن ہو سکتا ہے جو کسی بھی نوع کی ذہنی بیماری میں مبتلا ہو؟

محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی پاک، صحت مند اور توانا شخصیت کو بیمار کہنے والے دراصل خود ذہنی بیماری میں مبتلا ہیں۔ آنکھیں رکھنے والے ایسے لوگ ہیں جو سب کچھ دیکھتے ہوتے بھی کچھ نہیں دیکھتے۔۔۔جان بوجھ کر اندھے بن جاتے ہیں۔

آپؐ انسان تھے۔ لیکن اس حیثیت سے بھی محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے کبھی جھوٹ نہیں بولا تھا۔ آپؐ کا اپنا کوئی ذاتی دعویٰ نہیں تھا۔ تبلیغ کے آغاز ہی سے آپؐ کا دعویٰ تھا کہ یہ خدا کا مشن ہے جس کے لیے آپؐ کو منتخب کیا گیا ہے۔ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے کبھی اپنی کسی کامیابی کو اپنی ذاتی جدوجہد اور کاوش سے منسوب کرنے کی کوشش نہیں کی۔ وہؐ اپنی ہر کامیابی کو خدا کی عطا قرار دیتے تھے۔ اس لیے دنیا کا کوئی بھی انسان کس طرح ان کے مشن کو جعلی اور دنیاوی قرار دے سکتا ہے؟ قرآن۔۔۔ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی تصنیف نہیں تھا۔ لوئی مسینیوں نے اپنی تحقیقی کاوش کا صحیح نتیجہ اخذ کیا تھا:

"قرآن، محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی تصنیف ہو ہی نہیں سکتا۔ یہ یکدم ربانی ہے۔"

"محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) خود فرماتے تھے کہ خدا کے بغیر وہ اکیلے، تنہا اور کمزور ہیں۔"

"محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تو روحِ الٰہی سے سرشار ہیں اور خدا آپؐ کے لیے حقیقت اولیٰ و اُخروی ہے۔"

ایڈورڈ گبن

محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) غالباً دنیا کے واحد قانون ساز ہیں جنہوںؐ نے خیرات کی صحیح مقدار کا تعین کیا۔

ساتویں صدی کے عیسائیوں کو دیکھیے تو وہ کفر کی رسوم اپنا چکے تھے۔ وحدت تثلیث میں تبدیل ہو چکی تھی۔ عیسائیوں نے کمال کر دکھایا کہ اپنی جگہ تین مقدس وجود تخلیق کر لیے۔۔۔یسوعؑ جو انسان تھا اسے خدا کے بیٹے کا روپ بخش دیا۔ عیسائی مذہب کے مختلف فرقوں نے اس عقیدے کو اپنے اپنے انداز میں اپنایا اور ہر کوئی یہ دعویٰ کرنے لگا کہ سچا اور صحیح عقیدہ اس کے فرقے کا ہے۔ یوں عیسائیوں کے یہاں خدا کا تصور دھندلاتا گیا اور مبہم بنتا گیا۔

محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے خدا کا جو تصور اور عقیدہ دیا، اس میں کسی طرح کا ابہام نہیں۔ یہ روشن اور منور ہے اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پر نازل ہونے والا قرآن پاک۔۔۔اللہ کی وحدانیت کا شاندار ثبوت بن گیا۔

مکہ کے پیغمبرؐ نے بتوں، انسانوں، ستاروں اور سیاروں کی پرستش کو ٹھکرا دیا۔ آپؐ

نے عقلیت پر مبنی اصول سامنے رکھا کہ جو طلوع ہوتا ہے وہ غروب بھی ہوتا ہے اور جو زندہ ہوتا ہے وہ ایک دن مرتا بھی ہے، اور جو گمراہی پھیلاتا ہے وہ ایک دن تباہ ہو گا۔

جس سادگی اور عقلی انداز فکر سے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے خدا کی وحدانیت کا عقیدہ اور ثبوت پیش کیا ہے، پوری دنیا میں اس کی مثال نہیں ملتی۔

عرب کے پیغمبرؐ نے بتایا کہ خدا وہ ہے جو لوگوں کے دلوں میں چھپے بھید بھی جانتا ہے۔ ماضی، حال اور مستقبل کا علم صرف اللہ کو ہے۔

دنیا کا بڑے سے بڑا عالم اور دنیا کے سب دانشور بھی مل کر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے پیش کردہ عقیدہ۔ وحدانیت کی اکملیت پر حرف نہیں رکھ سکتے۔

ایک ملحد بھی جب اس عقیدے پر غور کرے گا تو اس کے وزن اور صداقت کو محسوس کیے بغیر نہ رہ سکے گا۔۔۔ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے طرز بیان کی مثال نہیں ملتی۔

ایس پی سکاٹ

صرف محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہی واحد قانون عطا کرنے والے ہیں جنہوں نے دنیا میں پہلی بار طبقہ اناث کے لیے قانون وضع کیے اور ان کے حقوق کو تحفظ فراہم کیا۔ عورت کو اس سے پہلے مردوں کے "پدری سماج" نے بے آسرا اور بے سہارا بنا دیا تھا۔ معاشی اعتبار سے اس معاشرے میں اس کی کوئی حیثیت نہیں تھی۔ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ایسے قوانین بنائے اور نافذ کیے کہ تعدد ازواج کو محدود کر دیا۔ عورت کو ورثے میں سے حصہ دلوایا۔

اس مادی دنیا میں اخلاقی اقدار کو بتدریج کس نے مستحکم اور توانا کیا؟ اور پھر انہیں کس نے بام عروج تک پہنچایا؟ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اور انؐ کے دین اسلام نے!

انسانی تاریخ اور انسان کا بے بضاعت ذہن حیران ہے کہ کتنے مختصر سے عرصے میں بکھرے ہوئے، باہم لڑنے والے انسانی گروہوں کو ایک نبیؐ اور اسؐ کے پیغام نے ایک متحد اور توانا امت میں تبدیل کر دیا۔

محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ایک ایسے ذہن کے مالک تھے جو مشکل سے مشکل اور

پیچیدہ سے پیچیدہ مسائل کی گتھیاں سلجھا سکتا تھا۔

اور سب سے حیران کن حقیقت یہ ہے کہ ایسا فقید المثال ذہن رکھنے والا انسانؐ متکبر تھا نہ مغرور، بلکہ عجز و رضا کا پیکر تھا۔ اپنی ہر کامیابی کو خدا کی عظمت سے منسوب کرنے والا!

محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے مذہبی پیغام اور انؐ کی عظیم شخصیت کی کلید یہ ہے کہ آپؐ انسانوں کی روحانی اور سیاسی ضرورتوں سے کماحقہ آگاہ تھے۔ جو آگہی انہیںؐ حاصل تھی، وہ کسی دوسرے نبی یا رسول میں اس حد تک دکھائی نہیں دیتی۔

محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے عربوں کو ایک ایسی قوم بنا دیا جس نے دنیا کے دور دراز خطوں میں آباد انسانوں کو اپنے رنگ میں رنگ لیا۔ یہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے مذہب کی سب سے بڑی فتح ہے۔ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی آمد سے پہلے اور ان کے بعد کی دنیا، ایک بندھی ہوئی دنیا ہے۔ یہ پوری دنیا جو مشرف بہ اسلام نہیں ہوئی، اس کے باوجود محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے عظیم احسانات کے بوجھ تلے دبی ہوئی ہے۔ کتنی ہی شرمناک، اخلاق سوز اور انسانیت دشمن رسمیں تھیں جنہیں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی تعلیمات نے اس دنیا سے مٹا کر نیست و نابود کر دیا۔

انسانی وجود کو جو مقام حاصل ہوا، وہ محمد (صلی اللہ علی وسلم) کی تعلیمات سے پہلے کبھی بنی نوع انسان کو حاصل نہیں ہو سکا تھا۔

سچ پوچھیے تو حقیقت یہ ہے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی تعلیمات کی روشنی نے تاریکیاں ختم کر دیں اور بنی نوع انسان دور جاہلیت سے نکل کر روشنی اور علم کے منطقے میں داخل ہو گیا۔

محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی تعلیمات انسان کو صرف اور صرف نیکی اور خیر کے کاموں پر آمادہ کرتی ہیں۔ حسد، جھوٹ، بے ایمانی اور انسان دشمنی کا قلع قمع کر دیتی ہیں۔

انسان کے وہ ہونٹ جو قبر میں ایک مدت تک خاموش رہیں گے، ان ہونٹوں کو یہ مژدہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے دیا کہ قیامت کے دن یہی ہونٹ حرکت میں آئیں گے اور اپنے اچھے کاموں کا ذکر کر کے انعام حاصل کر سکیں گے۔ انسان کو اگر اپنی دنیا کو واقعی امن کا گہوارہ بنانا ہے تو پھر اسے خدا کے اس فرستادہ نبیؐ کی تعلیمات پر عمل کرنا ہو گا جس کا نام محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تھا۔

محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا بدترین دشمن بھی آسانی سے آپؐ کے پاس جا سکتا ہے۔ آپؐ کے بارے میں بتایا جاتا ہے کہ مصافحہ کرتے ہوئے آپؐ اپنا ہاتھ اپنے ملنے والے کے ہاتھ میں اس وقت تک رہنے دیتے تھے جب تک ملنے والا خود اپنا ہاتھ پیچھے نہ کرتا۔

آپؐ کی مہمان نوازی اور فیاضی کا یہ عالم تھا کہ اکثر آپؐ کے اہل خاندان کو بھوکا یا نیم بھوکا رہنا پڑتا تھا۔ کسی مہمان کی تواضع کیے بغیر جانے دینا آپؐ کے اخلاق میزبانی کے منافی تھا۔ آپؐ کی محبت اور شفقت کا اندازہ لگانا ہو تو پھر دیکھیے کہ وہ کس طرح بچوں سے پیار کرتے تھے۔ آپؐ کی ہمدردی اتنی بے پایاں تھی کہ جانوروں کے ساتھ بھی ہمدردانہ سلوک اور برتاؤ کرنے کی تلقین فرماتی۔

کیا انسانی ذہن یہ تسلیم کر سکتا ہے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) عرب کے حکمران ہونے کے باوجود اپنے ہی صحابیوںؓ کے مقابلے میں بہت غریب اور نادار تھے۔ بے بہا خزانے اُنؐ کی تحویل میں رہے، لیکن آپؐ نے اپنی دنیوی حالت نہ بدلی۔ مدینے اور مکے کے عام لوگ آپؐ سے کہیں زیادہ خوشحال تھے۔ آپؐ چاہتے تو شاندار محل تعمیر کروا سکتے تھے، لیکن آپؐ کا گھر دھوپ میں خشک کی ہوئی مٹی کی اینٹوں کا جھونپڑا تھا۔ چھت کھجور کی شاخوں سے بنی تھی اور چمڑے کا ایک پردہ دراصل دروازے کا کام دیتا تھا۔

اپنی پیغمبرانہ شان کا بھی آپؐ نے کبھی مظاہرہ نہ کیا۔ اپنی بکریوں کا دودھ آپؐ خود دوہتے تھے۔ اور اکثر اوقات امور خانہ داری میں اپنی ازواجؓ کا ہاتھ بٹاتے تھے۔

محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) جب اس دنیا سے اٹھے تو عرب کے بلا شرکت غیرے حکمران ہونے کے باوجود کوئی دنیوی اور مادی ترکہ چھوڑ کر نہیں گئے۔ آپؐ نے اپنے پیچھے دین اسلام اور اپنی زندگی کا نمونہ چھوڑا جو ہمیشہ کے لیے قابل تقلید ہے۔

ای شناساؤ

انسان اپنی محبت سے پہچانا جاتا ہے۔۔۔
اور پیغمبر اپنے رفقا اور حواریوں اور صحابہ کے حوالے سے۔۔۔
پیغمبر کی تعلیم کا صحیح اثر دیکھنا ہو تو اس کے ان ساتھیوں کو دیکھیے جنہوں نے اس کے ساتھ پیمان وفا باندھا ہو اور اس کے مذہب پر سب سے پہلے ایمان لائے ہوں۔

عہد نامہ۔ قدیم پر اک نگاہ ڈالیے۔۔۔ کیسے کیسے برگزیدہ نبیؑ تھے اور ان کے مقرب اور ماننے والے کیسے کیسے منافق اور جھوٹے تھے۔ وہ مطالبہ کرتے تھے کہ اے نبیؑ! اپنے خدا سے کہہ ہمیں اپنا چہرہ دکھا۔۔۔اے نبیؑ! اپنے خدا سے کہہ ہمیں پیاز کی گٹھی کھانے کو دے۔۔۔ان میں وہ تھے جن کے پیرو کاروں نے اپنے نبیؑ کو اپنے ہاتھوں سے اذیتیں دیں اور خود ان کے لیے وبال بن گئے۔ ان میں وہ بھی تھے جو خدا سے دعا مانگتے تھے کہ بار الہا:

"ان لوگوں میں ایک ایسا شخص عنایت کر دے جو دل سے میرا مطیع ہو۔"

اور ان میں وہ بھی تھے جنہوں نے اپنے پیغمبروں کی تذلیل کی اور ان سے بے

وفائی کی۔۔۔

اور پھر مسیحؑ کے حواریوں کو دیکھیے۔ پطرس اس کی محبت سے انکار کرتا اور مسیحؑ پر نفریں بھیجتا ہے اور یہودا نے مسیحؑ کا سودا تیس روپوں میں کیا اور اپنے پیغمبر سے غداری کی، مخبری کی اور اسے بیچ دیا۔

محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے صحابیوںؓ پر اک نگاہ ڈالیے۔۔۔اپنے نبیؐ کے لیے اپنا سب کچھ قربان کر دینے والے، جن کا تکیہ کلام یہ تھا: "اے رسول! (صلی اللہ علیہ وسلم) آپؐ پر ہم اور ہمارے ماں باپ قربان ہوں۔"

آخر یہ فرق کیوں تھا۔۔۔صاحبِ دل اور صاحبِ ضمیر انسانوں کے لیے اس میں غور وفکر کا بہت مواد موجود ہے۔

مختصر جواب تو یہ ہے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے کلام میں ایسی تاثیر تھی، انؐ کی تعلیمات میں ایسی صداقت تھی کہ ایسے جاں نثار جمع ہو گئے۔

ایف شوان

محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا خدا عادل اور منصف بھی ہے اور رحمٰن اور رحیم بھی ہے۔ جب محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) خدا کے لیے رحمٰن اور رحیم کے الفاظ استعمال کرتے تھے تو رحمٰن کا مفہوم یہ بنتا تھا: ایک ایسا آسمان جو نور سے بھرا ہوا ہے اور رحیم کا مفہوم یہ نکلتا ہے کہ جیسے ایک حدت بخش روشنی کی کرن آسمان سے آ رہی ہے اور انسان کو زندگی بخش رہی ہے۔

اے گیلیوم

تاریخ انسانی میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا مقام سب سے بلند اور منفرد ہے۔ انؐ کی عظیم ترین فتح یہ ہے کہ انہوںؐ نے انسانوں کو یہ عقیدہ تسلیم کرنے پر راضی کیا کہ خدا ایک ہے اور مسلمانوں کی ایک اُمت ہے۔

ایک عظیم مدبر اور سیاست دان کی حیثیت سے انؐ کے جوہر پیچیدہ اور مشکل مسائل کی گتھیاں سُلجھاتے ہوئے کھلتے ہیں۔ فوج، طاقتور قبائلی دستے اور قبائلی مزاج کے باوجود عربوں کے لیے یہ ممکن ہی نہ تھا کہ متحد ہو سکیں، جب کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اپنی تبلیغ اور تعلیمات سے انہیں متحد کر کے دکھا دیا۔

ایل وی واگلیری

اگر کوئی مذہب انسان کی فطانت، ذہانت اور جمالیات میں اضافہ نہیں کرتا تو ایسا مذہب زندہ نہیں رہتا۔ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) دنیا کے لیے ایک ایسا دین لے کر آئے جو انسان کے ذہن کو ترقی دیتا ہے، اس کی جمالیات کی حس بیدار، تیز تر اور مکمل کرتا ہے، ذہنی ارتقا کی تکمیل کرتا ہے کیونکہ اسلام سے زیادہ روشن خیال مذہب دنیا میں کوئی اور نہیں۔

تعصب اور لاعلمی کی وجہ سے اگر دنیا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو ایک مذہبی رہنما کی حیثیت سے قبول کرنے سے کتراتی ہے تو بھی میں پورے یقین سے دعویٰ کرتا ہوں کہ آپؐ کو سب سے بڑے سماجی مصلح کی حیثیت سے دنیا کو ایک نہ ایک دن تسلیم کرنا ہی پڑے گا۔

ایم ایم واٹ

بیسویں صدی کے یورپی مورخوں، علماء اور انسانیات کے ماہرین کو بالآخر یہ تسلیم کرنا پڑا ہے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی بعض تعلیمات جن پر گزشتہ صدیوں میں شدید مخالفت کی گئی تھی، وہ صداقت پر مبنی تھیں اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی تعلیمات کا معیار جدید معیاروں سے بھی بلند تر ہے۔

محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے جس خاندانی نظام کی بنیاد رکھی، انسانی رشتوں کو جو پاکیزگی اور پائیداری بخشی، اس کا شدید احساس آج کے یورپ کو ہو رہا ہے جبکہ یورپی معاشرے میں خاندان کا ڈھانچہ بکھر گیا ہے اور انسان اکیلا رہ گیا ہے۔۔۔!

عیسائی دنیا نے جس شخص سے سب سے زیادہ نفرت کا اظہار کیا اور اسے (نعوذباللہ) ظلمت کا شہزادہ کا لقب دیا، دراصل وہی شخص۔۔۔ دنیا میں احترام کا سب سے زیادہ حق دار ہے۔

آج بھی عیسائیوں کو چاہیے کہ وہ صدیوں کی نفرت ختم کر کے حقائق اور صداقت کی

روشنی میں حیاتِ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا مطالعہ کریں۔۔۔۔انہیں بھول جانا چاہیے کہ اسلام ایک زمانے میں بازنطینی شہنشاہیت کا حریف بنا تھا۔ انہیں فراموش کر دینا چاہیے کہ ایشیائے کوچک پر مسلمانوں نے قبضہ کر لیا تھا۔ اسپین اور سسلی پر مسلمانوں کا اقتدار کبھی پورے یورپ اور مغربی دنیا کے لیے خطرہ بن گیا تھا۔

یہ جنگیں کیوں لڑی گئیں، یہ تاریخ کا ایک علیحدہ باب ہے۔ لیکن ان جنگوں کی وجہ سے دنیا کے سب سے قابل احترام اور برگزیدہ نبیؐ سے نفرت کا جواز ڈھونڈنا۔۔۔محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی ان عظمتوں اور خوبیوں کو جھٹلانے کے مترادف ہے جنؐ کا ہمسر دنیا کا کوئی دوسرا انسان نہیں بن سکا۔

برٹرینڈرسل

مذاہب عالم میں عیسائیت کو اس ضمن میں طرہ امتیاز حاصل ہے کہ یہ سزا دینے کے لیے ہر وقت تیار رہتی ہے۔ بدھ مت ایک ایسا مذہب ہے جس میں سزا کا تصور ہی نہیں۔ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا دین توازن پر کھڑا ہے۔ دور رسالتؐ میں یہودیوں اور عیسائیوں کے ساتھ منصفانہ سلوک ہوتا رہا۔ عیسائیوں اور یہودیوں کے ساتھ منصفانہ سلوک کی یہی روایت جاری رہی، جب کہ عیسائیوں نے ہمیشہ یہودیوں اور مسلمانوں پر مظالم ڈھائے۔ روسی شہنشاہیت کے عیسائی ہوتے ہی یہودیوں کے خلاف مذہبی تحریک چلا دی گئی۔ مسلمانوں کے خلاف لڑی جانے والی عیسائیوں کی مقدس جنگیں۔۔۔ مسلمانوں کے خلاف نفرت کا اظہار تھیں۔ عیسائیت اور اس کے علمبرداروں نے ہمیشہ اسلام اور حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے خلاف باطل پروپیگنڈہ جاری رکھا ہے، جب کہ تاریخ ہمیں یہ بتاتی ہے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ایک عظیم انسان اور فقید المثال مذہبی رہنما تھے۔ وہؐ ایک ایسے دین کے بانی تھے جو بردباری، مساوات اور انصاف کی بنیادوں پر کھڑا ہے۔

بی سمتھ

کسی مذہب کے داعی نے حیوانات کی زندگی کو اتنی اہمیت نہیں دی جتنی دین اسلام کے بانی محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے دی۔ جانوروں اور پرندوں کی دیکھ بھال پر جتنا زور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے دیا اس کے اثرات آج کی دنیا میں عیاں ہیں، ورنہ عیسائی دنیا میں جانوروں اور پرندوں کو بہت حقیر، بے مایہ اور کمتر سمجھا جاتا تھا۔ اسلامی تعلیمات اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی سیرت جب یورپ تک پہنچی تو یورپ نے جن اچھی باتوں کو اپنایا ان میں جانوروں اور پرندوں کے ساتھ محبت اور ہمدردی بھی شامل تھی۔

یہ ذہن میں رکھنا چاہیے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی بیشتر شادیاں بعض مخصوص حالات کے تحت ہوئیں۔ یہ جذبہ۔رحم کا نتیجہ تھیں۔ بیشتر شادیاں ان خواتین سے ہوئیں جو بعض وجوہات اور واقعات کی بنا پر قابل رحم حالت میں تھیں۔ لگ بھگ سب خواتین بیوائیں تھیں، جو صاحب ثروت بھی نہیں تھیں اور خوبصورتی میں بھی قابل ذکر نہیں تھیں

بلکہ حقیقت یہ تھی کہ وہ بے سہارا تھیں۔

محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پاکباز اور صالح انسان تھے۔ ان کا دامن ہمیشہ پاک اور بے داغ رہا، حالانکہ اس معاشرے میں عورتیں کھلونا تھیں اور بے وقعت! محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے بے وقعت مخلوق کو وقار بخشا۔

محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی زندگی اسرار میں پھیلی ہوئی ہے نہ اس پر کسی قسم کے سائے ہیں۔ ہم محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے بارے میں لوتھر اور ملٹن سے بھی کہیں زیادہ جانتے ہیں۔ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی ذات کے ساتھ دیومالائی، لیجنڈری اور مافوق الفطرت عناصر وابستہ نہیں۔ آپؐ کی پوری زندگی کی پوری تفصیل تمام تر جزئیات کے ساتھ ہمارے پاس پہنچتی ہے۔ آپؐ کی زندگی دراصل سورج کی طرح ہے جس کی کرنیں پوری دنیا کا احاطہ کرتی ہیں۔ اپنی زندگی کے آخری ایام تک آپؐ نے سادگی اور عاجزی کو اپنائے رکھا۔ آپؐ کے کردار کا سب سے حسین پہلو آپؐ کی جاہ و حشم سے بے نیازی ہے۔ آپؐ قانون ساز، تاریخ ساز، حکمران، جرنیل اور قاضی تھے۔ اس کے باوجود آپؐ کی شخصیت کا نمایاں ترین پہلو یہ ہے کہ وہؐ خدا کے پیغمبر تھے اور خدا کا پیغام دنیا تک پہنچانے تشریف لائے تھے۔ زہد و عبادت میں انؐ کا کوئی ثانی نہیں۔ انؐ کی کامرانیوں کی مثال نہیں ملتی۔ اس کے باوجود آپؐ اپنے آپ کو اللہ کا بندہ سمجھتے تھے۔

محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی ذات دنیا کا سب سے بڑا عجوبہ ہے۔ اس سے زیادہ حیران کن مظہر کا تصور بھی محال ہے۔ آپؐ نے انسان کو درس دیا کہ وہ اپنے آپ کو پورے وجود اور پوری روح کے ساتھ خدا کے سپرد کر دے۔ انسان کی یہ کوشش ہونی

چاہیے کہ اس کا ہر عمل خدائی احکامات کے تابع اور مطابق ہو۔ آپؐ نے تقدیر اور انسانی خود مختاری اور آزادی کا مسئلہ احکام الٰہی اور امر و نواہی کے ذریعے حل کر دیا۔ آپؐ نے انسانی تگ و تاز، جدوجہد اور محنت کے مسئلے کو بھی موثر ترین انداز میں آیہ۔ قرآنی کے مطابق طے کر دیا:

"تم جتنی کوشش کرو گے اللہ تمہیں اتنا ہی دے گا۔"

یوں انسانی آزادی، خود مختاری اور عمل کی حدود کو وسیع تر کر دیا گیا۔

محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) انسانوں کو یہ بتاتے ہیں کہ ان کا مستقبل ان کے اپنے ہاتھوں میں ہے اور ایسے تمام مواقع بھی ان کی زندگیوں میں فراہم کر دیے گئے ہیں کہ وہ اپنا مستقبل شاندار بنا سکیں۔ اگر وہ ان مواقع سے استفادہ نہیں کرتے تو پھر ان کا مستقبل تاریک ہو گا اور اس کی ذمہ داری تقدیر یا خدا پر نہیں ڈالی جا سکتی۔

کسی مذہبی رہنما اور مذہب کی حقیقت کا اندازہ اس کے نام لیواؤں اور پیرو کاروں کے اعمال سے لگایا جاتا ہے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ ۶۳۷ء میں خلیفہ۔ ثانی عمرؓ کے زمانے میں یروشلم پر مسلمانوں کا قبضہ ہوا۔ یروشلم میں کسی گھر یا مکان کو نقصان نہیں پہنچا۔ میدان کارزار کے سوا یروشلم کے اندر خون کا ایک قطرہ بھی نہیں بہایا گیا۔

نماز کا وقت ہوا تو یروشلم کے اسقف نے انہیں گرجے میں نماز پڑھنے کی دعوت دی۔ عمرؓ نے یہ دعوت اس لیے قبول نہ کی کہ کہیں ان کے بعد ان کے جانشین اور عام مسلمان بھی وہاں نماز پڑھنے کا دعویٰ نہ کر بیٹھیں اور یوں دوسروں کے مذہبی امور میں مداخلت کا سبب بنیں۔

۱۰۹۹ء میں عیسائیوں نے یروشلم پر قبضہ کیا اور مسلمانوں کے گھروں اور املاک کی اینٹ سے اینٹ بجا دی۔ تین روز تک مسلسل مسلمانوں کے خون سے ہولی کھیلی گئی۔ ستر ہزار مسلمان بچے، بوڑھے، عورتیں اور جوان قتل کیے گئے۔ ان میں دس ہزار وہ

تھے جنہیں مسجد عمرؓ میں ہلاک کیا گیا۔

جب مسلمانوں نے یروشلم فتح کیا تو وہ یہ ثابت کر رہے تھے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) دُنیا کے لیے فضل و رحمت بن کر آتے ہیں۔ اس کے بعد کی جنگوں میں بھی مسلمانوں نے اپنے مخالفوں کے مقابلے میں بہت زیادہ انصاف اور رحم دلی کا ثبوت دے کر مفتوحین پر ظلم و ستم روا رکھنا گوارا نہ سمجھا۔ اس کی صرف ایک وجہ ہے کہ تعلیمات محمدیؐ کی روح جاری و ساری ہے، موثر اور ابدی ہے۔

دنیا میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) جیسا دوست کوئی دکھائی نہیں دیتا جو اپنے ساتھیوں اور رفیقوں کے سچے دوست تھے۔

یہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی اپنی عظیم ذات اور شخصیت کی وہ بے مثل کشش تھی کہ اسلام کے ابتدائی ایام میں انؐ کے گرد ایسے اصحاب جمع ہو گئے جو مکے کے سب سے بہترین افراد تھے۔ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی زوجہ (مطہرہ) بی بی عائشہؓ کے قول کے مطابق "وہ بے حد شرمیلے تھے"۔ اس کے باوجود آپؐ ایسے پُرکشش اور پُرخلوص دوست تھے کہ جس سے ایک بار محبت اور دوستی کا رشتہ قائم کیا اسے ہمیشہ قائم رکھا۔

آپؐ بے حد مہربان اور شفیق تھے۔ عفو و درگزر سے کام لینا آپؐ کا شیوہ تھا۔

"میں نے اس وقت آپؐ کی خدمت شروع کی جب میری عمر صرف آٹھ برس تھی۔" یہ انؐ کے خادم حضرت انسؓ کا بیان ہے۔ "میں نے کئی بار آپؐ کا بہت نقصان کیا، لیکن آپؐ نے ایک بار بھی مجھے ڈانٹا نہ سزا دی۔"

ایک غیر ملکی سفیر جو آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوا، اس نے بعد میں اپنے تاثرات یوں بیان کیے:

"میں نے ایرانی خسروؤں اور یونانی ہرقلوں کو اپنے تاج سجاتے تخت پر بیٹھے،

دیکھنے کا شرف حاصل کیا ہے، لیکن میں نے کبھی محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) جیسا حکمران نہیں دیکھا جو اپنے جیسے لوگوں میں انہی کی طرح رہتے ہوئے ان کے دلوں پر حکمرانی کر رہے تھے۔"

عیسائی اصطلاحات میں بات کریں تو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اپنی ذات میں جہاں قیصر تھے کہ حکمران مملکت تھے، وہاں آپؐ مذہبی رہنما کی حیثیت میں پوپ بھی تھے۔ انؐ کی ذات قیصر اور پوپ کا امتزاج تھی، لیکن وہؐ ایک ایسے پوپ تھے جن میں پوپوں جیسا طمطراق اور ظاہری دکھاوا نہیں تھا۔ وہؐ ایک ایسے قیصر تھے جن کی اپنی شاندار ذاتی فوج نہیں تھی۔ انؐ کا کوئی حفاظتی دستہ تھا، نہ محافظ۔۔۔انؐ کا کوئی محل تھا نہ وہ حکومت کے خزانے سے مقررہ یا من مانی رقم لیتے تھے۔

اگر کسی انسان کے بارے میں کہا جاسکتا ہے کہ وہ رضائے الٰہی سے حکمرانی کر رہے تھے تو صرف اور صرف محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہیں کیونکہ انؐ کے پاس تمام اختیارات اور طاقت۔۔۔دنیاوی اور مادی وسائل کے بغیر موجود تھی۔

وہؐ درباری خطاب و آداب اور ظاہری طمطراق سے ماورا اور بلند تر تھے۔ انؐ کی عظمت انؐ کی سادگی میں تھی۔ انؐ کی زندگی ایک کھلی کتاب تھی۔ دونوں جہان کی دولتیں انؐ کے لیے حاضر و موجود تھیں، لیکن وہؐ اس دولت سے لطف اندوز ہونے کے لیے کبھی آمادہ نہ ہوئے۔ وہ لوگ جو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے دور میں انؐ کے حریف اور دشمن رہے اور انہیںؐ ایذائیں پہنچاتے رہے اور حلقہ بگوش اسلام نہ ہوئے، وہ بھی آپؐ کے عجز و سادگی، انصاف، دیانت، تحمل، شفقت اور عفو و درگزر کا کلمہ پڑھتے ملتے ہیں۔

قبل مسیحؑ کے عظیم یونانی المیہ نگار یورپیڈیز نے کہا تھا:

"مجھے اتنا بتا دو کہ لوگ کیسے خدا کو مانتے ہیں، میں تمہیں ان کی پوری تاریخ بتا دوں

گا۔"

اسلام میں خدا کا تصور کیا ہے، اسے سمجھنا ہو تو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے عقیدہ۔ وحدانیت کو دیکھیے اور یوں مسلمانوں کی پوری تاریخ آپ کے سامنے آ جائے گی۔

محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے بتایا کہ عبادت کرو تو اللہ کی، خوشنودی چاہو تو اللہ کی اور ہمیشہ اپنے اللہ کو یاد کرو۔۔۔ہمیشہ۔ مسجد میں، گھر میں، بازار میں، سمندر میں، صحرا میں۔۔۔شور غوغا میں، سکوت میں، ظاہر میں اور باطن میں۔۔۔ہر وقت، ہر جگہ اپنے رب کی تمجید کرنے کا درس محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اپنے پیرو کاروں کو دیا۔

پی ایچ ایشی

اس میں کیا کلام ہے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) حساس ترین انسان اور خدا کے فرستادہ آخری نبیؐ تھے۔ آپؐ انسانوں کے فطری رہنما تھے۔ اس کے باوجود جب کوئی شخص اسلام قبول کرتا ہے اور قرآن پاک پر ایمان لاتا ہے تو اسے یہ بھی اقرار کرنا پڑتا ہے کہ قرآن خدا کا کلام ہے اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) خدا کے سچے بندے اور حقیقی پیغمبر ہیں۔ اس لیے آپؐ نے کبھی ایسا کوئی دعویٰ نہیں کیا جس کے وہ مجاز نہ تھے۔ آپؐ کی شخصیت کا یہ وہ پہلو ہے جو آپؐ کو دنیا کے ہر پیغمبر کے مقابلے میں ممتاز اور منفرد بنا دیتا ہے۔

پی کینیڈی

آپؐ خدا کے ایسے پیغمبر تھے جو قناعت کی انتہا تک پہنچ چکے تھے۔ آپؐ کی ازواج مطہراتؓ ماہانہ مصارف کی مد میں اضافے کا مطالبہ کرتی ہیں تو وہؐ اس ناجائز مطالبے کو پورا نہیں کرتے بلکہ کچھ عرصے کے لیے ان سے دور چلے جاتے ہیں تاکہ انہیں احساس ہو سکے کہ ان کا مطالبہ ان حالات میں درست نہیں تھا۔ اور جب محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پیغمبر حکمران بنے تو بھی آپؐ نے اپنے خاندان کو ویسی ہی زندگی بسر کرنے کی تلقین کی اور اس پر عمل کیا، جیسی حکمران بننے سے پہلے بسر کرتے تھے۔

تھامس کارلائل

آپ ایک نگاہ دنیا پر بھی رکھتے تھے۔ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سخت کوش اور جانفشاں ہونے کے باوجود ہمارے دلوں میں وہ جذبہ پیدا کرتے ہیں جو خود ان کے دل میں موجود تھا۔ فطرت کا سب سے بڑا عطیہ۔۔۔اخلاص ہے جو دلوں میں گھر کرتا ہے۔ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے دل میں جو اخلاص کا سمندر موجزن تھا، اس سے آپ نے ہمیں اور ساری دنیا کو بھی فیضیاب کیا۔

محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) عیش و عشرت اور شہوانیت کے دلدادہ نہ تھے۔ یہ وہ الزام ہے جو آپ پر ان ناعاقبت اندیشوں نے لگایا جن کے ضمیر تاریک ہو چکے تھے۔ آپ کا گھریلو ساز و سامان معمولی اور خوراک بہت سادہ اور عام قسم کی تھی۔ بعض اوقات ایسا بھی ہوا کہ مہینوں آپ کے گھر میں چولہا روشن نہ ہو سکا۔

آپ کا طرۂ امتیاز یہ ہے کہ آپ اپنے جوتے خود گانٹھ لیا کرتے اور کپڑوں کو پیوند لگا لیا کرتے تھے۔ آپ محنتی اور جفاکش انسان تھے۔ کسی بے ہودگی کی طرف آپ

نے کبھی توجہ نہ دی۔ آپؐ دنیاوی عیش و عشرت سے قطعی بے نیاز اور لاپرواتھے۔
وہ جو آپؐ کے جاں نثار اور پیرو کار تھے آپؐ کو سچے دل سے خدا کا پیغمبرؐ تسلیم کرتے تھے، اس لیے کہ آپؐ کی زندگی ان کے سامنے ایک کھلی کتاب کی طرح تھی۔ کوئی راز اور اسرار آپؐ کی ذات کے ساتھ وابستہ نہیں تھا۔ وہ سب جانتے تھے کہ آپؐ کس قسم کے انسان ہیں۔ آپؐ کے بارے میں وہ کسی خوش فہمی اور شک و شبہے میں مبتلا ہو ہی نہیں سکتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ دنیا کے کسی حکمران اور شہنشاہ کو اپنے تمام تر وسائل، طاقت اور اقتدار کے باوجود ایسے وفادار اور جاں نثار پیرو کار نہ ملے جیسے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو ملے۔ ۲۳ برس، اعلان نبوت کے بعد سے آخری سانس تک، انؐ کے گرد بے نظیر جاں نثاروں کا گروہ ہمیشہ موجود رہا اور تیئیس برسوں میں مسلسل ان میں اضافہ ہوا تھا۔
وہ عظیم الشان اور عظیم ترین پیغمبرؐ تھے۔ تبوک کی لڑائی میں زیدؓ شہید ہوتے جو آپؐ کے چہیتے غلام تھے اور جنہیں آپؐ نے آزاد کر دیا تھا۔ آپؐ نے زیدؓ کی شہادت پر فرمایا: "زیدؓ نے اپنے مالکِ حقیقی کا حق ادا کیا۔ زیدؓ اب اپنے مالکِ حقیقی سے جا ملا ہے۔"
اور پھر زیدؓ کی صاحبزادی نے دیکھا کہ صبر و تحمل سے یہی باتیں کہنے والا خدا کا پیغمبرؐ، بوڑھا ہوتا ہوا سفید داڑھی والا عظیم پیغمبرؐ آنسوؤں میں پگھل رہا ہے۔
"یہ میں کیا دیکھ رہی ہوں؟" زیدؓ کی صاحبزادی نے تعجب سے پوچھا۔
آپؐ نے جواب دیا:
"تم ایک دوست کو اپنے دوست کے لیے آنسو بہاتے دیکھ رہی ہو۔"
گزشتہ تمام صدیوں میں ہمیں ایک بھی ایسا انسان دکھائی نہیں دیتا جو سب کا بھائی اور سب کا دوست رہا ہو۔ اور آپؐ ایک عام ماں کے بیٹے تھے۔
میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو بطور ہیرو اس لیے تسلیم کرتا ہوں کہ آپؐ نے کبھی

وہ بننے اور دکھانے کی کوشش نہ کی جو وہ نہیں تھے۔ اور پھر آپؐ میں خود سری اور خود نمائی سرے سے موجود نہیں تھی، جبکہ ہر پیغمبر پر کسی نہ کسی لمحے یہ واردات ضرور ہوتی کہ خود نمائی کا اظہار کیا۔

آپؐ میں تکبر اور غرور نہیں تھا۔ تاہم آپؐ ایسے عجز کا بھی اظہار نہ کرتے تھے جس میں خود اعتمادی کی کمی کا شائبہ ہو۔ جس اعتماد اور شان سے وہؐ ایرانی اور یونانی شہنشاہوں سے مراسلت کرتے تھے، انہیں دیکھیے اور ذہن میں لائیے کہ یہ مراسلے اس انسانؐ نے لکھوائے تھے جو اپنے ہاتھوں سے معمولی سے کام کرنے میں بھی ہچکچاہٹ محسوس نہیں کرتا تھا۔

محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اس اعتبار سے بھی بے مثل ہیں کہ انہوںؐ نے کبھی کسی فعل پر معذرت کی ضرورت محسوس نہ کی اور نہ کبھی بڑ ہانکی۔

تبوک کا غزوہ ایسا تھا جس کا ذکر آپؐ اکثر کیا کرتے تھے۔ بعض صحابہؓ نے مشورہ دیا تھا کہ ابھی پیش قدمی مناسب نہیں ہوگی۔ موسم بے حد گرم ہے اور فصل کاٹنے کے دن قریب آرہے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا تھا:

"تمہاری فصلیں ۔۔۔ایک دن زندہ رہتی ہیں۔۔۔ تمہاری ان فصلوں کا کیا بنے گا جو ابدیت سے ہمکنار ہوتی ہیں۔۔۔گرم موسم ۔۔۔ہاں موسم بہت گرم ہے، لیکن دوزخ اس سے بھی گرم ہے۔"

اگر کسی انسان کی پوری زندگی دیانت داری سے تعبیر کی جا سکتی ہے تو وہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہیں۔ وہ جو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو طامع، لالچی، اقتدار پسند قرار دیتے ہیں، میں ان سے شدید اختلاف کرتا ہوں۔ جب دنیا جہان کی نعمتیں اور دولت آپؐ کے قدموں میں تھی، تب بھی آپؐ نے ان کی طرف آنکھ اٹھا کر نہ دیکھا۔ اپنی ضرورت کے

لیے بھی جو لیتے وہ بہت معمولی اور حقیر ہوتا، حالانکہ اس زمانے میں (اور اب بھی) حکمران ریاست کے تمام ذرائع اپنی ذات پر صرف کر دیتے ہیں۔۔۔

"خدا واحد ہے۔ صرف خدا کے پاس طاقت ہے۔ اس نے ہمیں بنایا۔ وہی ہمیں مارتا اور وہی ہمیں جلاتا ہے۔ اللہ اکبر۔۔۔ اللہ عظیم ہے۔ اس کی اطاعت کرو۔ جو قتل و حزن سے اجتناب کرے گا، وہ دانا ہو گا اور اللہ اس سے خوش ہو گا۔ اس کا اجر تمہیں اس دنیا اور اگلی دنیا میں ملے گا۔ خدا کی اطاعت کے سوا اور کچھ بھی نہیں جو تمہیں کرنا چاہیے۔"

اور اگر دنیا کے بد ترین جرائم اور اصنام پرستی میں مبتلا انسان بھی اس عقیدے کو تسلیم کر لیتے ہیں بلکہ اپنے آتش فشاں دلوں کے ساتھ اس عقیدے پر عمل کر کے بھی دکھا سکتے ہیں تو اسے کیا کہیں گے؟ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا معجزہ!

محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے پیغام پر عمل کرنے والے دنیا کے بہترین انسان بن گئے اور میں سمجھتا ہوں انہیں ایسا ہی ہونا چاہیے تھا۔

انسان کا اصل فریضہ کیا ہے۔۔۔ یہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سے بہتر انسانوں کو کوئی نہیں بتا سکا۔ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا مذہب سادہ تو ہے لیکن آسان نہیں۔ دن میں پانچ بار باقاعدگی سے نماز پڑھنا، روزے اور زکواۃ فرض ہیں۔۔۔ اور شراب سے مکمل اجتناب ۔۔۔ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ماننے والوں نے یہ سب کچھ مان کر عمل کر کے دکھا دیا۔

عیسائیت میں عفو و درگزر کا معیار یہ ہے کہ اگر کوئی تمہارے ایک رخسار پر طمانچہ مارتا ہے تو تم جوابی کارروائی کیے بغیر اپنا دوسرا رخسار اس کے طمانچے کے لیے حاضر کر دو۔ یہ بڑا ارفع نظریہ ہی سہی لیکن انسانی فطرت کی نفی کرتا ہے۔ اسلام میں ایسی کوئی غیر فطری بات نہیں۔ یہاں بدلے کا عقیدہ ہے لیکن انسان کے تمام تقاضوں کو ملحوظ رکھنا

پڑتا ہے، کم نہ زیادہ، پورے انسان کو سامنے رکھ کر کہا گیا کہ معاف کر سکو تو اس سے بہتر عمل نہیں ہے۔۔۔۔

محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) دوسرے پیغمبروں کی طرح خیرات کو انسانی عجز کا اظہار نہیں سمجھتے بلکہ وہ خیرات کرنا انسانی ضرورت قرار دیتے ہیں۔ دونوں رویوں میں جو فرق ہے اسے بخوبی سمجھا جا سکتا ہے۔ یہ انسان کی ضرورت ہے کہ وہ دوسرے کی ضرورت پوری کرے تاکہ اپنی عاقبت سنوار سکے۔

جارج برنارڈ شا

ازمنہ۔ وسطیٰ میں عیسائی راہبوں نے جہالت و تعصب کی وجہ سے اسلام کی نہایت بھیانک تصویر پیش کی۔ انہوں نے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اور دین اسلام کے خلاف منظم تحریک چلائی۔ یہ سب راہب اور مُصنف غلط کار تھے، کیونکہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ایک عظیم ہستی اور صحیح معنوں میں انسانیت کے نجات دہندہ تھے۔

محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے مذہب کو میں نے ہمیشہ اس کی حیران کن قوت اور صداقت کی وجہ سے اعلیٰ ترین مقام دیا ہے۔ میرے خیال میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا مذہب دنیا کا واحد مذہب ہے جو ہر دور کے بدلتے ہوئے تقاضوں کے لیے کشش رکھتا ہے۔ میں نے اس حیران کن انسان (صلی اللہ علیہ وسلم) کا بغور مطالعہ کیا ہے اور اس سے قطع نظر کہ انہیں "مسیح کا دشمن" قرار دیا جاتا ہے، محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہی انسانیت کے نجات دہندہ ہیں۔

میرا ایمان ہے کہ اگر آپؐ جیسا شخص دنیا کا حکمران ہوتا تو ہماری دنیا کے سارے مسائل حل ہو چکے ہوتے اور یہ دنیا خوشیوں اور امن کا گہوارہ بن جاتی۔

محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے مذہب کے بارے میں میں یہ پیش گوئی کرتا ہوں کہ یہ کل کے یورپ کے لیے بھی اتنا ہی قابل قبول ہے جتنا کہ آج کے یورپ کے لیے۔۔۔ جو اسے قبول کرنے کا آغاز کر چکا ہے۔

میری خواہش ہے کہ اس صدی کے آخر تک برطانوی ایمپائر کو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی تعلیمات مجموعی طور پر اپنا لینی چاہییں۔ انسانی زندگی کے حوالے سے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے افکار و نظریات سے احتراز ممکن نہیں۔

جارج پی ہڈسن

آج کی دنیا آجر و اجیر کی کشمکش کی دنیا ہے۔ محنت کشوں کی تنظیمیں پوری دنیا میں موجود ہیں۔ سودا کاری کرنے والی، منظم، موثر اور طاقتور، اس کے باوجود سرمایہ و محنت کے مسائل حل نہیں ہو سکے۔ آجر اور اجیر میں فاصلے اور نفرتوں میں اضافہ ہو رہا ہے اور جو لوگ محنت کشوں کے لیے دنیا ہی میں جنت بنانے کے دعویدار تھے، ان کے ملکوں میں مزدوروں کو ہر جائز حق سے محروم کر کے محض مشین بنا دیا گیا ہے۔

محنت و سرمایہ کی ان طویل بحثوں اور مسائل اور بیزاریوں کی عالمی فضا میں ایک آواز ابھرتی ہے:

"کسی مزدور سے کوئی کام لینے سے پہلے اس کی اجرت طے کر لو۔"

یہ آواز محمد عربی (صلی اللہ علیہ وسلم) کی ہے۔ آجر اور اجیر کے درمیان آج کی اصطلاحوں میں جس معاہدے کا ذکر بڑی بڑی دستاویزات اور قانون کی کتابوں میں کیا جاتا ہے، ان سب معاہدوں میں ایک چیز کی کمی ہوتی ہے۔ وہ کمی ہے اخلاقی قدر کی۔۔۔ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے جو اصول متعین کیا، اس میں یہ اخلاقی قدر بدرجہ اتم

موجود ہے۔

اس ابتدائی معاہدے کے بعد جو آجر و اجیر میں اخلاقی قدر کی بنیادوں پر طے پاتا ہے، ہمیں محمد عربی (صلی اللہ علیہ وسلم) کی آواز پھر سنائی دیتی ہے:

"مزدور کا پسینہ خشک ہونے سے پہلے اس کی مزدوری ادا کر دو۔"

آجر کو پھر اخلاقی قدر کے تحت جو دنیا کے کسی بھی قانون سے زیادہ موثر، زیادہ حقیقی اور زیادہ منصفانہ ہوتی ہے، تلقین کی جاتی ہے کہ وہ معاہدے کے مطابق مزدور کی اُجرت مزدور کے کام کی تکمیل کے فوراً بعد ادا کر دے۔

جے ایچ ڈینیسن

پانچویں اور چھٹی صدی میں انسانی تہذیب تباہی کے دہانے پر کھڑی تھی۔ وہ قدیم جذباتی کلچر جنہوں نے تہذیب کو ممکن بنایا اور انسانوں کو اتحاد کے احساس سے روشناس کرایا تھا، اب ٹوٹ پھوٹ چکے تھے۔ ایک ایسا خلا پیدا ہو چکا تھا جسے کسی طرح پُر نہیں کیا جا سکتا تھا۔ یوں لگتا تھا کہ وہ انسانی تہذیب جو گزشتہ چار ہزار برسوں میں تعمیر ہوئی تھی، اب پارہ پارہ ہونے والی تھی اور بنی نوع انسان پھر سے وحشی بن رہا تھا۔ انسانیت کا اتحاد ٹوٹ پھوٹ گیا تھا اور فرقے اور قبائل ایک دوسرے کے خلاف برسرپیکار تھے۔ قانون نام کی ہر شے کا وجود مٹ چکا تھا۔ عیسائیت نے جو نئی تشکیل کی تھی، وہ انسانیت کے لیے سودمند ثابت ہونے کے بجائے انسانی اتحاد اور نظم کو تباہ کر رہی تھی۔ انسانیت کا وہ عظیم چھتناور درخت جس کی چھاؤں پوری دنیا کو کبھی ڈھانپتی تھی، اب مردہ ہو چکا تھا، گل سڑ چکا تھا، اس کی جڑیں تک کھوکھلی ہو گئی تھیں۔

عربوں میں ایک آدمی پیدا ہوا جس نے مشرق اور جنوب کی پوری معلوم دنیا متحد کر دی۔۔۔ وہ انسان۔۔۔ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تھے۔

جی ایف مُوز

محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ایک پسماندہ، غیر مہذب، وحشی اور جاہلیت کی انتہا پر پہنچے ہوئے معاشرے میں پیدا ہوئے۔ اس سماج کو جس طرح آپؐ نے بدلا، اس کی جتنی تعریف و تشریح کی جائے یقیناً کم ہے۔ اصل نکتہ یہ ہے کہ تیرہ صدیاں پہلے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے جو سماجی انقلاب برپا کیا، وہ بیسویں صدی کے انقلابی افکار کا بھی سرچشمہ ہے اور یوں بڑے یقین سے کہا جا سکتا ہے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) جدید سماجی انقلاب کے داعی اور روح رواں ہیں۔

جی ایل بیری

محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو بطور پیغمبر سامنے رکھتے ہوتے ہمیں تاریخ ساز محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو نظرانداز نہیں کرنا چاہیے۔ یہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی سیرت اور احادیث تھیں جنہوں نے اسلام کو دنیا کی عظیم تہذیبوں میں ایک تہذیب کی حیثیت دی۔ جس کے بعد دنیا کی کوئی تہذیب اسلامی تہذیب کے اثرات قبول کیے بغیر نہ رہ سکی۔ انسانی تہذیب کی تشکیل میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا حصہ گراں بہا، ناقابل فراموش اور دائمی ہے۔

جی ایم ڈریکاٹ

انسانی تاریخ میں کسی قوم کا نامہ۔ اعمال اپنی بداعمالیوں کی وجہ سے اتنا سیاہ نہیں جتنا کہ یہودیوں کا ہے۔ مغربی مورخ اور عالم، محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے یہودیوں پر مظالم کا پروپیگنڈہ کرتے نہیں تھکے، حالانکہ اس پروپیگنڈے میں صداقت ہے نہ غیر جانبداری۔

یہودیوں نے اپنی فطرت کے عین مطابق محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے خلاف پہلے تو افواہوں کا بازار گرم کیا۔ اس کے بعد مہاجر و انصار میں تفرقے اور عناد کا بیج بونے کی کوشش کی۔ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے خلاف سارے معاہدوں کو بالائے طاق رکھ کر مکے کے دشمنانِ اسلام کے ساتھ سازشیں کرنے لگے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) طرح دیتے اور نظرانداز کرتے چلے گئے۔ جب یہودیوں نے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جان اور ان کے دین کو ختم کرنے کی سازشیں جاری رکھیں تو پھر جوابی کارروائی کا حق محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سے کوئی نہیں چھین سکتا تھا۔

ناعاقبت اندیش اور جانبدار مورخ۔۔۔یہودیوں کی اجتماعی نفسیات کو دانستہ نظرانداز کر دیتے ہیں۔ کون سا ملک ہے جہاں انہوں نے اپنے وقت کے حکمرانوں کے خلاف

سازش اور عناد کا بیج نہیں بویا؟ کون سی سرزمین ہے جہاں سے یہ نکالے نہیں گئے؟ یورپ کے حکمرانوں نے ان کے ساتھ جو سلوک کیا اس کا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے سلوک کے ساتھ موازنہ کریں تو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سراپا عفو و تحمل دکھائی دیتے ہیں۔

اپنی تاریخ کے بدترین دور میں اگر یہودیوں کو کہیں جائے اماں ملی تو مسلمانوں کی عظیم الشان حکومتوں میں۔ اگر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کسی قوم کے بارے میں منتقم المزاج ہوتے تو پھر دنیا کی کوئی مسلمان حکومت یہودیوں کو پناہ نہ دیتی۔ لیکن تاریخ ہمیں بتاتی ہے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو خود یہودیوں نے اپنے کالے کرتوتوں سے مجبور کیا کہ ان کے خلاف کارروائی کی جائے۔ اس کے باوجود محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے پوری انسانیت کو سامنے رکھتے ہوئے اپنے ترکے اور ورثے میں یہودیوں کے لیے انتقام کی ہدایت نہیں چھوڑی۔ یہی وجہ ہے کہ جب دنیا ان یہودیوں پر تنگ کر دی گئی تو مسلمانوں کی شفقت، فیاضی اور انسان دوستی نے انہیں پناہ دی۔

اپنی تعلیمات، ذہانت اور جوش و خلوص سے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ایک لاقانون علاقے کے لیے موثر قوانین وضع کیے۔ سماجی اور مذہبی ادارے قائم کیے۔ انہیں ایسی عبادت (نماز) پر لگا دیا، جس میں رنگ، نسل، امارت، غربت اور ہر طرح کی اونچ نیچ ختم ہو جاتی ہے۔ دنیا کا کوئی پیغمبر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی طرح ایسے معاشرے اور سماج کی بنیاد نہ رکھ سکا جو مثالی ہو اور آنے والے ہر زمانے کے لیے تقلید کی ترغیب دیتا ہو۔

ہم سب کچھ اپنی آنکھوں سے دیکھ سکتے ہیں۔ ایک ایک تفصیل اور تمام جزئیات منور اور روشن ہیں۔

آپؐ مسلمانوں کو دین کی تعلیم دے رہے ہیں۔ ان کی زندگیوں کا چلن تبدیل کر رہے ہیں۔ انہیں منظم اور متحد کر رہے ہیں۔ عبادات کا درس دے رہے ہیں۔ سب کچھ پہلے خود کرتے ہیں، پھر مسلمانوں کو سکھاتے ہیں۔ ان کے لیے معیشت اور اقتصادیات کے قوانین بنا رہے ہیں۔ ان کو ذاتی طہارت اور پاکیزگی کا سبق سکھا رہے ہیں۔ ان میں جہاں تقدیس پیدا کر رہے ہیں، وہاں انہیں سماجی اور اخلاقی تعلقات سے بھی بہرہ مند کر رہے ہیں۔ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اکیلے، تنہا یہ سب ذمے داریاں پوری کر رہے ہیں۔ انؐ کی ریاست کا دائرہ وسیع ہو رہا ہے۔ مسلمانوں کی تعداد بڑھتی جا رہی ہے۔ اس کے باوجود محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے معمولات میں کوئی تبدیلی رونما نہیں ہوتی۔ وہؐ پہلے کی طرح انتھک، محنتی، مخلص اور پرجوش ہیں۔ انؐ کی قوت اور توانائی بے کنار ہے۔ کوئی جذبہ، دین اسلام کی سربلندی کے نصب العین پر غالب نہیں آ سکتا۔ اتنی عملی مصروفیات، شب و روز کی انتھک جدوجہد کے باوجود آپؐ کی تخلیقی صلاحیتیں نہ ماند پڑی ہیں نہ دھندلائی ہیں۔ آپؐ ایک خوبصورت، پرکشش، بے مثل انسانی تہذیب کی تخلیق کے فریضے سے بھی ساتھ ساتھ عہدہ برآ ہو رہے ہیں۔

جی ڈبلیو لائیٹنر

پیغمبر اسلام (صلی اللہ علیہ وسلم) نے عورت کی حیثیت تبدیل کر دی۔ وہ جو ملکیت سمجھی جاتی تھی، اسے صاحبِ حیثیت بنا دیا۔ آپؐ نے اسے وراثت میں حصے کا حقدار بنا کر ایسا قانون بنایا جو عورت کے لیے دنیا میں اپنی نوعیت کا پہلا قانون تھا۔

دنیا میں بہت سے مذاہب آئے جو اپنی شکل کھو چکے ہیں۔ ان کی تعلیمات نیست و نابود ہو چکی ہیں۔ سوال پیدا ہوتا ہے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) جو مذہب لے کر آئے اس کی تعلیمات کب تک باقی رہیں گی؟

اس سوال کے جواب کے لیے ہمیں صرف اور صرف محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی شخصیت کو سامنے رکھنا ہو گا۔ اگر یہ شخصیت اپنے قول و فعل کے اعتبار سے ہر دور میں قابل قبول ہے تو پھر اس شخصیت کے ذریعے دنیا میں جو مذہب آیا، اس کی تعلیمات بھی جاری و ساری رہیں گی۔ اور اگر یہ شخصیت کسی دور میں ناقابل قبول تسلیم کی جا سکتی ہے تو پھر اس کی تعلیمات کا بھی یہی انجام ہو گا۔

اور حقیقت یہ ہے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی شخصیت اور ذات میں ایک ایسی

کشش اور جاذبیت ہے جو کسی دور میں کم نہیں ہوگی، بلکہ اس کشش اور جاذبیت میں بنی نوع انسان کے لیے اضافہ ہوتا چلا جائے گا۔

محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ایک ایسے معاشرے میں باہمت، باکردار اور ہوس سے بالا تر انسان دکھائی دیتے ہیں، جس معاشرے میں نکوکاری، عصمت اور ہوس کاری سے اجتناب کوئی بڑی خوبی نہیں سمجھی جاتی کیونکہ یہ معاشرہ گناہوں کی دلدل میں دھنسا ہوا تھا۔
محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) حیادار، شرمیلے انسان تھے۔ آپؐ کی ذات کے ساتھ کوئی سکینڈل آپؐ کی جوانی میں منسوب نہیں کیا جاتا۔ حضرت خدیجہؓ سے شادی کے بعد جب تک اُن کی زندگی رہی محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے دوسری شادی تک نہ کی۔ وہ اپنی پہلی بیوی خدیجہؓ کی خدمت اور محبت سے اتنے سرشار تھے کہ اپنی زندگی کے آخری دنوں تک بی بی خدیجہؓ کا ذکر محبت سے کرتے تھے۔
اسی معاشرے میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی کسی دور میں کوئی باندی یا کنیز نہیں تھی۔ یہ اپنی جگہ ایک ایسی اہم، منفرد اور چونکا دینے والی حقیقت ہے جو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی پاک دامنی اور پاکیزہ زندگی کا مظہر بن جاتی ہے۔
عورت کو جو تکریم اور عزت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے دی، وہ مغربی معاشرے اور دوسرے مذاہب اسے کبھی نہ دے سکے تھے۔

جے ڈینی سپلورٹ

مذاہب میں جو واقعات اور لیجنڈز پائے جاتے ہیں، ان کے بارے میں یہ بحث کرنا ضروری نہیں کہ ان میں کس حد تک صداقت ہے۔ ان واقعات اور لیجنڈز کے حوالے سے جو چیز دیکھنے والی ہے وہ یہ ہے کہ اس مذہب کے بانی کے بارے میں جو لیجنڈ استوار ہوا، جس سے اس کے کردار کی عظمت ظاہر ہوتی ہو، وہ انسانی تخیل کے اعتبار سے کتنا عالیشان ہے۔

مسیحؑ اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا فرق بہت آسانی سے سمجھا جا سکتا ہے۔

مسیحؑ کے بارے میں روایت ہے کہ شیطان آپؑ کو ایک پہاڑی پر لے گیا، جہاں سے اس نے حضرت مسیحؑ کو دنیا کی عظیم الشان حکومتوں اور بے بہا خزانوں کا منظر دکھا کر ترغیب دی کہ اگر وہ اپنا پیغام ترک کر دیں تو یہ سب حکومتیں اور یہ سب خزانے ان کے ہو سکتے ہیں۔

محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو ان ؐ کی زندگی میں خدا نے رات کے وقت اٹھایا اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو اپنے پاس عرش پر بلایا۔ یہ واقعہ دین اسلام میں واقعہ۔ معراج

کے نام سے منسوب ہے۔ ان دونوں واقعات میں (خواہ آپ انہیں لیجنڈز کہیں) جو فرق ہے، وہی فرق مسیحؑ اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) میں ہے۔

جے ڈیونپورٹ

ایسا کوئی ثبوت، شہادت اور اشارہ تک نہیں ملتا جس سے یہ کہا جا سکے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے کبھی کسی موقع پر اپنے دعوے کی تصدیق کے لیے کوئی فریب یا نام نہاد معجزہ دکھایا ہو۔ اپنے دین اور مذہب کے نفاذ کے لیے انہوںؐ نے کوئی غلط حربہ اختیار نہیں کیا۔ اس کے برعکس اس علم پر پورا انحصار کیا جو انہیںؐ خدا کی طرف سے ودیعت ہوا تھا۔

اور پھر انؐ کا خلوص جو صداقت الٰہی پر استوار تھا۔ اپنے مذہب اور دین کی صداقت پر خلوص اور ایقان محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی سب سے بڑی متاع تھی۔ اس پُر خلوص دینی صداقت کا اظہار انؐ کے ہر عمل میں ظاہر ہوا اور زندگی کے ہر مرحلے میں وہؐ دینی صداقت کا مظہر بنے رہے۔

اور پھر یوں اسلام نے بت پرستی کی جڑیں اکھاڑ دیں اور آپؐ کی زندگی ہی میں مستحکم ہوا۔ اسلام کی اشاعت میں جہاں انؐ کی جنگی صلاحیتوں کا بڑا دخل تھا، وہاں ایک مصلح اور حکمران کی حیثیت سے بھی انہوںؐ نے حقیقی معنوں میں اسلام کو فروغ دیا۔ ایک ایسا انقلاب آیا کہ قدیم عرب کی ہر رسم بدل گئی۔ انتقام اور بدلے کی جگہ عدل و

انصاف نے لے لی۔ کسی ملزم کو اپنی صفائی پیش کیے بغیر کوئی سزا نہیں دی جا سکتی۔
عرب جیسے ملک میں یہ انقلاب دراصل محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا حقیقی معجزہ تھا۔

جیمز اے مچز

ایک ریاست کے حکمران اور منتظم اعلیٰ کی حیثیت سے آپؐ کے دشمنوں نے بھی تسلیم کیا کہ آپؐ سے بہتر منتظم ان کے مشاہدے میں نہیں آیا تھا۔

ہم تک جتنی روایات اور شہادتیں پہنچی ہیں، سب ایک ہی حقیقت کی نشاندہی کرتی ہیں کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) دنیا کے تمام انسانوں سے محبت کرتے تھے، اس لیے انہیں رحمتہ للعالمینؐ بھی کہا جاتا ہے۔ روایت ہے کہ ایک بار جب عیسائیوں کا ایک وفد ملاقات کے لیے آیا اور عیسائیوں کی عبادت کا وقت ہوا تو آپؐ نے عیسائیوں کو مسجد میں عبادت کرنے کی اجازت دیتے ہوئے کہا:

"یہ رب العالمین کا گھر ہے۔"

دنیا میں کوئی مذہب ایسی سرعت اور تیزی سے نہیں پھیلا جتنا کہ اسلام۔۔۔ مغرب میں یہ قیاس پختہ ہو چکا ہے کہ اسلام کی اشاعت کے لیے تلوار استعمال کی گئی تھی، لیکن آج کا کوئی عالم اور دانشور اس خیال کو تسلیم نہیں کرے گا۔ قرآن کی تعلیم اس کا

ثبوت ہے کہ مذہب میں جبر گناہ ہے۔ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی پوری زندگی اس امر کی گواہی دیتی ہے کہ دینِ اسلام، رضا و تسلیم کا مذہب ہے، جبر کا نہیں اور آپؐ نے مذہب میں جبر کی اجازت نہیں دی۔ اس کے برعکس محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے تلقین کی کہ اہل کتاب لوگوں سے تعاون کرو۔

جی ہگنز

کوئی شخص جتنا بھی محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی حیات اور اسلام کے ابتدائی دور پر غور و فکر کرتا ہے، اسے اسلام کی کامیابیوں کی وسعت پر حیرت ہوتی ہے۔ جیسے مشکل اور دشوار حالات سے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو سامنا کرنا پڑا، ایسے حالات سے شاید ہی کسی دوسرے نبی کو دو چار ہونا پڑا ہو۔ ایک مذہبی رہنما، مدبر اور منتظم کی حیثیت سے انہوں نے اپنے آپ کو جس طرح تسلیم کروایا، اس کی مثال تو شاید کہیں مل سکے، لیکن خدا پر ان کا جو ایقان اور ایمان تھا، اور اپنی تعلیمات کی صداقت اور حقانیت کا جو شعور انہیں حاصل تھا، اس کی مثال کوئی دوسری برگزیدہ شخصیت پیش نہیں کر سکتی۔ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے یہ ثابت کر دیا کہ وہ خدا کے بھیجے ہوتے نبی اور رسول ہیں۔ اور یہ واقعہ ایسا ہے جو اس سے پہلے تاریخ میں ملتا ہے اور نہ اس کے بعد!

کہاں ہیں وہ پوپ، آرچ بشپ آف کنٹربری اور کونسلز آف کانووکیشن، اسقف، پادری اور مسیحی قوانین بنانے والے۔۔۔ جنہوں نے افریقہ میں غلامی کی اجازت دی، جنہوں نے حبشیوں کو غلام بنانا مذہب کے مطابق قرار دیا۔

آج ان کا کوئی نام نہیں جانتا۔ وہ تاریخ کی گرد میں لپٹے گمنامی کی نیند سو رہے ہیں۔کوئی محقق یا مورخ ان کا نام گرد جھاڑ کر تلاش بھی کرتا ہے تو صرف اس لیے کہ وہ انہیں مطعون کر سکے اور ان کے بھیانک جرائم کا اظہار کر سکے۔

اس کے ساتھ ساتھ ایک نام ہے۔۔۔ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)۔۔۔۔ جس نے انسانیت کو رنگ اور نسل کی زنجیروں سے آزادی عطا کی۔ یہ نام۔۔۔روشن سے روشن تر ہوتا چلا جا رہا ہے۔اس نام کی تجلیات پوری دنیا میں پھیلتی جا رہی ہیں۔

ڈبلیو ڈبلیو کیش

عیسائیوں کو یہ تلخ حقیقت قبول کر لینی چاہیے کہ اسلامی اخلاق مسیحی اخلاقیات سے بدرجہا بہتر اور قابل عمل ہے۔ پادری کینن اسحاق ٹیلر نے اس کا تفصیلی موازنہ اور خاکہ پیش کیا ہے۔

ایسا کس طرح ممکن ہو سکا؟ صرف اس لیے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) جو تعلیمات اور اخلاقیات دنیا میں لے کر آتے تھے اور جنہیں دنیا پر نافذ کرنا چاہتے تھے، وہؐ خود ان تعلیمات اور اخلاقیات کا بے عیب پیکر تھے۔ وہؐ خود ان پر عمل کرتے تھے اور اپنے صحابیوںؓ کو اس پر عمل کرنے کی اس طرح تلقین کی کہ وہ بھی اس اخلاقیات میں رنگے گئے۔

اسلام نے عورتوں کو پہلی بار انسانی حقوق دیے اور انہیں طلاق کا حق دیا۔ جسم فروشی کے لیے کڑی سزا مقرر کی۔ شراب حرام اور جوا کھیلنا گناہ قرار پائے۔ شراب، طوائفیت اور جُوا۔۔۔ تین ایسے بداعمال ہیں جنکا مسیحی عالموں نے جواز تلاش کیا اور مسیحؑ کی تعلیم سے انحراف کر کے انہیں روز مرہ زندگی میں شامل کر دیا۔ بنیادی فرق وہی تھا کہ مسیحؑ اپنے حواریوں اور پیروکاروں کو سو فیصد اپنی تعلیمات پر کاربند نہ کرا سکے۔ مسیحؑ

کو یہ کامیابی اپنی زندگی میں تو کیا بعد میں بھی حاصل نہ ہوئی، جبکہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے پیروکاروں نے انؐ کی زندگی ہی میں انؐ کی تعلیمات کو سو فیصد اپنا لیا۔ آج صدیاں گزر جانے کے باوجود بھی عالم اسلام کی اکثریت ان تعلیمات اور اخلاقیات پر کاربند ہے تو یہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا زندہ اور پائندہ معجزہ ہے۔

محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی تعلیمات کی قوت جو دراصل اسلام کی قوت ہے، یہ ہے کہ اس نے انسانوں کو دینداری سے زندگی بسر کرنا سکھایا۔ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی تعلیمات کی تاثیر تو اپنی جگہ ۔۔۔ آپؐ نے انہیں اس قدر سادہ بنا دیا کہ عام آدمی کے لیے انہیں اپنانے میں کسی قسم کی پیچیدگی پیدا نہیں ہوتی۔ اس کے برعکس دوسرے مذاہب کی تعلیمات اور اعمال اتنے الجھے ہوتے اور پیچیدہ ہیں کہ عام آدمی کی ذہنی گرفت ہی میں نہیں آتے۔ "انشاء اللہ" ایک ایسا حکم ہے جو صدیوں سے اسلامی دنیا میں سنا جا رہا ہے۔ "اگر اللہ نے چاہا" یعنی انسان کے ہر کام اور فعل، جدوجہد اور کوشش کو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے رضائے الٰہی کا پابند کر دیا۔ یوں مسلمانوں میں خدائے واحد کے تصور کے حوالے سے ایسی مساوات نے جنم لیا جس کی نظیر دنیا کا کوئی مذہب اور فلسفہ پیش نہیں کر سکتا۔

محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)! محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)!

یہ آپؐ کی دین ہے کہ اسلامی دنیا میں انسانوں کی راہ میں اوج کمال اور ترقی کے اعلیٰ ترین مناصب تک پہنچنے کے لیے حسب نسب حائل ہوتا ہے نہ رنگ، غربت نہ امارت، بلکہ اسلام نے تمام انسانی نسلوں کو یہ مواقع فراہم کیے ہیں کہ وہ ایمان لائیں اور ایک ایسی جمہوریت اور مساوات کا حصہ بن جائیں جس میں کسی قسم کی اونچ نیچ سرے سے موجود نہیں!

آج کے دور میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی تعلیمات ہی کا یہ اثر ہے کہ ایشیا اور

افریقہ میں ایک ایسی بیداری کی لہر دکھائی دے رہی ہے جس سے مغرب کا خدا کو نہ ماننے والا معاشرہ لرزاں و ترساں ہے۔

مسیحی علماء (پادریوں، اسقفوں اور پوپوں تک) نے عیسائیوں کو یہ سکھایا کہ اگر ان سے کوئی گناہ سرزد ہو گیا ہے تو وہ ان کے پاس آئیں، ہدیہ پیش کریں اور معافی کا پروانہ حاصل کر لیں۔ دراصل اس طرح انسانوں کو یہ تعلیم دی گئی کہ وہ براہ راست خدا کی طرف رجوع نہ کریں اور یوں خدا اور اس کی مخلوق کے مابین ایک اونچی اور ناقابل عبور فصیل کھڑی کر دی گئی۔

محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) آئے تو انہوںؐ نے انسانوں کو تعلیم دی کہ وہ خدا سے براہ راست تعلق قائم کر سکتے ہیں۔ خدا اور اس کے بندوں کے درمیان حائل تمام پردوں کو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ہٹا دیا اور اس کے لیے کسی کو ہدیہ دینے کی ضرورت ہے نہ معاوضہ ادا کرنے کی!

ڈی ایس مارگولیوتھ

جب محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا انتقال ہوا تو انؐ کا مشن ادھورا نہیں تھا۔ اپنے عظیم روحانی اور سیاسی مشن کی تکمیل انہوںؐ نے اپنی زندگی ہی میں کر لی تھی۔ وہؐ ایک ایسی سیاسی اور روحانی حکومت اپنے پیچھے چھوڑ گئے جس کا ایک دارالحکومت تھا۔ قبائل اور گروہوں میں بٹے ہوئے انسانوں کو انہوںؐ نے ایک مضبوط امت میں تبدیل کر دیا تھا۔ اپنی ہمیشہ رہنے والی تعلیمات پر کاربند رہنے کی وصیت کر کے انہوںؐ نے امت مسلمہ کا مستقبل ہمیشہ کے لیے محفوظ کر دیا تھا۔

دور جاہلیت کے عرب تو ایک طرف رہے، عیسائیت اور ہندومت میں بھی یہ تصور تک نہیں کیا جا سکتا تھا کہ عورت بھی صاحب حیثیت اور صاحب جائیداد ہو سکتی ہے۔ یہ مذاہب عورت کو اس بات کی اجازت ہی نہیں دیتے تھے کہ وہ مرد کی طرح معاشی اعتبار سے خوشحال ہو سکے۔ عورت کی حقیقی حیثیت ان مذاہب، تقاضوں اور معاشروں میں ایک باندی کی سی تھی جو مرد کے رحم و کرم پر اپنی زندگی بسر کرتی تھی۔

محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے عورت کو آزادی عطا کی، خود مختاری دی اور اسے خود

اعتمادی سے جینے کا حق دیا۔

احکام خداوندی اور وحی کی ہدایات کے مطابق محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اگر اپنے دشمنوں کو سزائیں دیں تو یہ پیغمبر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے لیے ناگزیر تھا۔ اور جہاں تک رحم اور ہمدردی کا تعلق ہے، محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) بے مثل تھے۔ وہ جو آپؐ کو خون کا پیاسا کہتے ہیں، ان سے بڑا کذاب کوئی اور نہیں ہو سکتا۔

آپؐ کی رحمت اور انسانیت بے کنار تھی۔ انسان تو اشرف المخلوقات ٹھہرا، نچلی سطح کی مخلوقات بھی آپؐ کی ہمدردی، انسانیت اور توجہ کا مرکز بنی۔ آپؐ نے منع فرمایا کہ پرندوں کو خرید کر یا پال کر انہیں نشانے کی مشق کے لیے ہدف نہ بنایا جائے۔ آپؐ ان سے ناراض ہوتے جو اپنے اونٹوں پر سختی کرتے تھے۔ آپؐ کے دل میں کائنات کی مخلوق کے لیے بے پایاں شفقت تھی۔ جب کوئی چیونٹی کے سوراخ کے قریب آگ جلاتا تو آپؐ حکم دیتے کہ آگ فوراً بجھادی جائے۔ کفر و اصنام پرستی کے زمانے کے تمام توہمات ختم کر دیے۔ اس توہم پرستی کے نتیجے میں دور جاہلیت میں جانوروں اور پرندوں کے بارے میں طرح طرح کے من گھڑت، بے ہودہ تصورات رائج تھے۔ کسی مرنے والے آدمی کے اونٹ کو اس کی قبر کے ساتھ باندھ کر سمجھ لیا جاتا تھا کہ اب اونٹ باندھنے والے کو کبھی بھوک اور پیاس کا سامنا نہیں کرنا پڑے گا۔ چشم بد سے محفوظ رکھنے کے لیے ریوڑ کے ایک حصے کی آنکھیں اندھی کر دی جاتی تھیں۔ بیل کی دم کے ساتھ مشعل باندھ کر اسے کھلا چھوڑ دیا جاتا کہ اس طرح بارش ہونے لگے گی۔

محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے جانوروں اور پرندوں کے ساتھ شفقت اور مہربانی سے پیش آنے کی تلقین کی۔ گھوڑوں کے منہ پر ضرب لگانے کی ممانعت فرمائی۔ گدھوں کو داغنے اور منہ پر ضرب لگانے سے منع کر دیا گیا، حتیٰ کہ مرغوں اور اونٹوں کا نام لے کر

جو قسمیں کھائی جاتی تھیں انہیں بند کرا دیا گیا۔

محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے مسلمانوں کو تلقین کی کہ اپنے دشمنوں سے بھی برا سلوک نہ کریں۔ جنگی قیدیوں کی ضرورتوں کا پورا خیال رکھیں۔ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی تعلیمات کی یہی خوبیاں تھیں جنہوں نے دشمنوں کو آپؐ کی تعریف کرنے پر مجبور کر دیا۔

بی بی خدیجہؓ کی وفات کے بعد محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے جو متعدد شادیاں کیں، مغربی مصنفوں نے اس کی بڑی سستی توجیہات کی ہیں اور وہ الزام تراشی پر اتر آتے ہیں۔ ان مغربی مورخین نے جان بوجھ کر حقائق نظر انداز کیے ہیں۔ ان میں سے کئی شادیاں سیاسی ضرورت کے تحت ہوئیں۔ ان میں بہت سی بیبیاں معمر تھیں اور شکست خوردہ سیاسی حریفوں کے خانوادوں سے تعلق رکھتی تھیں۔ ان شادیوں میں جنسی جذبے کا عنصر سرے سے موجود نہ تھا۔ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی ذات پر ایسا اتہام دراصل ان مغربی مورخوں کے اسلام دشمن مشن کا شاخسانہ ہے۔

احتیاط لازم ہے ----

محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی عبادت گزاری اور دینی ایثار پر کوئی حرف لگانے سے پہلے بہت کچھ سوچنے کی ضرورت ہے۔

محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی زندگی پر اک نگاہ ڈالیے اور اس کے ساتھ ساتھ انؐ سے پہلے پیغمبروں کی زندگی بھی پیش نظر رکھیں ---

اپنی اپنی جگہ قابل احترام ہونے کے باوجود ان سب پیغمبروں میں ایک بھی ایسا نہ تھا جس نے عبادت و اطاعت خداوندی اور دینی ایثار میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) جیسی مثال قائم کی ہو۔

سر آرنلڈ

محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی روحانی فتوحات کا دائرہ بہت وسیع ہے۔

اسلام کی تاریخ میں جب بھی سیاسی انحطاط اور زوال آیا، اس کے بعد محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے روحانی ورثے اور تعلیمات ؐ نے اسلام کو ایسی فتوحات سے ہمکنار کیا جن کے بارے میں تصور کرنا محال تھا۔

کیا کوئی تصور کر سکتا ہے کہ گیارھویں صدی میں ترک سلجوق اور تیرہویں صدی میں منگول جو مسلمانوں کے خون کے پیاسے تھے اور جنہوں نے اسلامی سلطنتوں کو تاخت و تاراج کر دیا، خود ایک دن حلقہ بگوش اسلام ہو کر اسلام کے لیے عظیم خدمات انجام دے کر ناقابل فراموش کارناموں سے انسانی تاریخ کو بھر دیں گے۔۔۔یقیناً ایسا کسی کے وہم وگمان میں بھی نہ آسکتا تھا، لیکن یہ عجوبہ ہوا۔۔۔

یہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی روحانی فتوحات ہیں جن کا سلسلہ ہمیشہ سے جاری ہے۔

سر ولیم میور

یہ دیکھنے اور ثابت کرنے کے لیے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے پائے استقلال میں لغزش پیدا ہوئی، اگر ہم تاریخ کی ورق گردانی کریں گے تو یہ ایک بے کار عمل ہو گا کیونکہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے تیرہ برس جو جدوجہد۔۔۔ حوصلہ شکنی، دھمکیوں، خطروں، استبداد اور سزاؤں کے مقابلے میں جاری رکھی۔۔۔ اس کی کوئی مثال تاریخ پیش نہیں کر سکتی۔ ناقابل یقین اذیتوں اور تکلیفوں کے باوجود محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اپنے عقیدے کا پرچم سربلند رکھا۔ اور ایک بار بھی ہم نہیں دیکھتے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے خدا کے نہ ماننے والوں کے لیے کبھی خدا کے عذاب کی دعا کی ہو۔

تعداد میں کم لیکن وفاداری میں بے مثل افراد کی معیت میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) بڑے تحمل، بردباری اور بے مثل قوت برداشت سے دشمنوں اور کافروں کی ہر طرح کی اذیتوں اور اہانتوں کا مقابلہ کر کے اچھے دنوں اور محفوظ مستقبل کا انتظار کرتے رہے۔

جب مدینے سے تحفظ کی یقین دہانی ہو گئی تو بھی محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے خود پہلے جانے میں عجلت نہیں برتی بلکہ آپؐ سب کو بھجوا کر آخر مدینے روانہ ہوئے۔ اور یہ

انؑ کے عظیم، غیر متزلزل ایمان کی فتح تھی کہ سات برسوں کے بعد جب آپ مکہ واپس آئے تو فاتح تھے۔

سر ہملٹن گب

عام زندگی میں آپؐ بہت شرمیلے اور حیا دار تھے۔ اور لطیف حسِ مزاح اور پھر انسانیت اور ہمدردی کا ایک پھیلا ہوا سمندر۔۔۔ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کمزوروں پر شفقت کرتے۔ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ایک حقیقی اور بے مثل انسان تھے۔ انؐ کی ذات کی خوبیوں اور روشنی سے صرف انؐ کے صحابہؓ ہی مستفیض نہیں ہوتے بلکہ آپؐ کی تقلید کرنے والا ہر دور میں اعلیٰ انسانی اقدار اپنا سکتا ہے۔ آپؐ کے ساتھیؓ آپؐ کے جتنے وفادار تھے، جس عقیدت اور خلوص کا اظہار کرتے تھے، اس کی وجہ صرف اور صرف آپؐ کی شخصیت تھی۔۔۔ ایک ایسی شخصیت جو روشنی کی طرح دوسروں کے اندر سرایت کر جاتی اور بدی کے تمام اندھیرے چاٹ لیتی ہے۔

شواگ

اسلام توازن کا مذہب ہے۔۔۔ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی سیرت و حیات توازن کا بہترین نمونہ تھی۔

فلپ کے حتّی

محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے انسانوں کو بتایا کہ کوئی حکمران نہیں سوائے خدا کی ذات کے اور انسان خدا کا دنیا میں نائب ہے۔ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے دور حکومت میں دین کے احکام اور قرآن کے ارشادات کے ساتھ جو تطابق ملتا ہے، اس کی توقع ہر مسلمان حکمران سے کی جاتی ہے اور تعلیمات محمدیؐ کا یہی جوہر ہے۔

لامار تین

پوری انسانی تاریخ میں یہ مثال نہیں ملتی کہ کسی انسان نے دانستہ یا نادانستہ طور پر اپنے آپ کو ایک مقصد کے لیے رضا کارانہ یا غیر رضا کارانہ طور پر وقف کر دیا ہو۔ یہ مشن کیا تھا؟ اوہام کا خاتمہ جو انسان اور اس کے خالق کے مابین حائل ہیں۔ یہ مشن تھا خدا اور اس کے بندے کے درمیان گم شدہ رشتے کی بحالی! ان انسانوں کو خدا کی طرف لانا جو بدہیئت اور کریہہ شکل بتوں کے آگے سر جھکاتے ہوئے اپنے حقیقی خالق کو فراموش کر چکے تھے۔ یہ مشن تھا جہالت کے خاتمے اور عقلیت اور علم کی سرخروئی کا!

انسان کو جو ذرائع اور وسائل مہیا کیے گئے ہیں، وہ بہت کمزور اور ناپائیدار ہوتے ہیں۔ اسی لیے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سے پہلے کسی انسان نے ایسے عظیم الشان اور "ناممکن" فریضے کی انجام دہی کا بیڑہ نہیں اٹھایا تھا۔ لیکن محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اس کا بیڑہ بھی اٹھایا اور اسے پورا بھی کر دکھایا۔ اپنی اس جدوجہد میں آپؐ نے جو قوت استعمال کی وہ بیرونی اور خارجی نہیں تھی، بلکہ اپنی پوری ذات اس میں صرف کر دی۔ وہ ذات جو خداوند ذوالجلال کی تجلیوں سے منور تھی۔ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) فلسفی، خطیب، مبلغ، قانون ساز، شجاع، بہادر، خیالات و افکار کے فاتح بھی تھے اور آپؐ نے

قوانین خداوندی بھی بحال کیے۔ آپؐ ایک ایسی عظیم الشان روحانی سلطنت کے بانی تھے جو ابدلآباد تک قائم رہے گی۔

وہ تمام پیمانے اور معیار جن سے ہم کسی انسان کی عظمت کا اندازہ لگاتے ہیں۔۔۔انہیں بروئے کار لاکر بتائیے۔۔۔کیا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سے کوئی عظیم تر تھا؟

لین پول

آپؐ کی ساری زندگی اس حقیقت کی گواہی دیتی ہے کہ آپؐ سچ کے وفادار رہے۔ آپؐ نے کبھی اپنے فائدے کے لیے اسکیمیں نہیں بنائیں۔ منافقت آپؐ کی فطرت میں سرے سے موجود نہیں تھی۔ حرص و آز کی پرچھائیں بھی آپؐ پر نہیں پڑی تھی۔ آپؐ میں ایسی کوئی کوتاہی، خامی اور کمزوری نہیں تھی جو زندگی ہی میں انسان کی شہرت اور نیک نامی کو دیمک کی طرح چاٹ جاتی ہے۔ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)، عیسیٰؑ کی طرح یہ نہیں کہتے کہ کچھ بیج بنجر زمین پر گرتے ہیں اور وہ گل سڑ جاتے ہیں۔ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی تعلیمات نے بنجر زمینوں کو گلزار بنا دیا۔ آپؐ کی جدوجہد باثمر تھی۔ آپؐ کی گرمجوشی اور جذبے اپنے لیے نہیں، بلکہ دنیا کے لیے تھے۔ ایک عظیم نصب العین کی تکمیل کے لیے جس گرمجوشی اور جذبات کی ضرورت محسوس کی جاتی ہے، وہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) میں بدرجہ اتم پائی جاتی ہے۔ آپؐ کے جذبات اور گرمجوشی دنیا کو نذر آتش کرنے کے لیے نہیں بلکہ امن کا گہوارہ بنانے کے لیے تھی۔

آپؐ خدائے واحد کے پیغمبر تھے۔ آپؐ نے اپنی زندگی اپنے عظیم مقصد کی

تکمیل کے لیے وقف کر دی اور یہی انؐ کے لیے سب سے بڑی مسرت تھی۔

محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) دنیا کے واحد انسان تھے جو اپنی پیدائش اور سن شعور سے لے کر اپنی وفات تک ایک سے انداز میں پاکیزہ زندگی بسر کرتے رہے۔ آپؐ نے اپنی ذات کی حقیقت کو کبھی نظر انداز نہیں کیا۔ جو پیغام لے کر آپؐ آتے تھے، اس کی تبلیغ اور ترویج آپؐ کی زندگی تھی۔ اپنی شخصیت کے وقار اور پھر اپنی قوم کے حکمران ہونے کے باوجود آپؐ کے ہاں جو عاجزی اور انکسار ملتا ہے وہ دنیا کے کسی پیغمبر اور حکمران کو اس حد تک نصیب نہیں ہوا۔ یہی وجہ ہے کہ کارلائل نے آپؐ کو "پیغمبر ہیرو" منتخب کیا۔

آپؐ میں یہ بے مثل صلاحیت تھی کہ آپؐ دوسروں کو متاثر کر سکتے تھے۔ اس بے پناہ صلاحیت کا استعمال آپؐ نے صرف خیر کی سربلندی کے لیے کیا۔

محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی تعلیمات کے بارے میں بعض حلقے شکوک و شبہات کا اظہار کرتے رہے ہیں اور کرتے چلے جائیں گے۔ ایسے معترض حلقوں کے سامنے یہ مسئلہ درپیش ہے کہ ہر آن بدلتے ہوتے زمانے میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی تعلیمات کس طرح آخری، حتمی، ابدی اور غیر متبدل قرار دی جا سکتی ہیں۔

یہ سوال عمومی سطح پر اور بالخصوص اسلام کی ابدی حقانیت کے حوالے سے بہت اہم ہے۔ ایک عام تاثر یہ پایا جاتا ہے کہ اسلام کی تعلیمات بے حد سخت اور مشکل ہیں۔ اسلامی تعلیمات میں جبر کا عنصر بہت قوی ہے۔۔۔ یوں یہ معترضین اسلام کو ایک بے لچک مذہب قرار دے کر یہ ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ اسلام اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی تعلیمات ہمیشہ کے لیے نہیں ہو سکتیں۔

کیا واقعی ایسا ہے۔۔۔؟

روئے زمین پر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) جیسا دور اندیش اور صاحب بصیرت انسان کوئی دوسرا دکھائی نہیں دیتا۔ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) جبر کے قائل ہی نہیں تھے۔ آپؐ انسان کی حدود، انسان کی صلاحیتوں اور اس کی کوتاہیوں اور کمزوریوں سے پوری طرح واقف تھے۔ اسی لیے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اپنے صحابہؓ کو تلقین کیا کرتے تھے کہ وہ اتنی عبادت کیا کریں جس کے وہ متحمل ہو سکتے ہوں۔ اسی طرح محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے آنے والے دور کے حوالے سے صحابہ کرامؓ سے فرمایا تھا:

"سنو، تم ایک ایسے زمانے میں ہو جہاں تمہیں جو تعلیمات دی گئی ہیں اگر تم کُل تعلیمات کا 1/10 حصہ چھوڑ دو گے تو تم تباہ ہو جاؤ گے، اور آنے والے زمانے میں ہم یہ دیکھیں گے کہ جو کُل تعلیمات کے ایک دہائی حصے پر عمل کریں گے، وہ بچا لیے جائیں گے۔"

جان براؤن، جو اپنے حبشی غلام کی آزادی کے لیے بخوشی جان دے سکتا تھا، اگر اسے یہ معلوم ہوتا کہ اس کی بیٹی اس کے غلام سے شادی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تو وہ اپنی بیٹی کو اپنے ہاتھوں سے قتل کر دیتا۔

یہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تھے جنہوںؐ نے رنگ اور نسل کا خاتمہ کر دیا اور حبشی بھی عربوں کے داماد بننے لگے۔ یہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تھے جنہوںؐ نے حبشیوں کو مقرب بنایا، انہیں خدمت اور حتیٰ کہ حکمران کی حیثیت سے بھی قبول کرنے پر بنی نوع انسان کو آمادہ کر لیا۔

ہم میں سے کون ہے جو عیسائی ہوتے ہوئے بھی ایک حبشی عیسائی کو اپنا مقرب، رشتے دار یا حکمران بنانا پسند کرے گا؟۔۔۔ کوئی بھی نہیں!

محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے مساوات کا جو عملی تصور اسلام کے ذریعے بنی نوع انسان کو پیش کیا، یہی وہ تصور ہے جو اسلام کا سب سے طاقتور عنصر ہے۔ یہ اسلام ہے

جو اپنے معاشرے کے ہر فرد کو وقار اور آزادی، احترام اور عزت کا مقام دیتا ہے۔ اور یہ وہ عمل ہے جس کی مثال دوسرے مذاہب کے معاشرے پیش کرنے سے قاصر رہے ہیں۔

حقائق سخت ہوتے ہیں اور یہ ایک حقیقت ہے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے جس دن اپنے دشمنوں پر فتح پائی اور جو انؐ کی عظیم تر فتح تھی، وہی دن دراصل محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی ذات اور انسانیت کی عظیم ترین فتح کا دن تھا۔ آپؐ نے مکے کے لوگوں کو عام معافی دے دی۔ یہ وہی لوگ تھے جن کے ناقابل بیان مظالم اور اذیتوں کا آپؐ برسوں نشانہ بنے رہے تھے۔

انسانی تاریخ میں ایسی کوئی مثال نہیں ملتی جس طرح محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) فاتح کی حیثیت سے مکے میں داخل ہوئے۔ دنیا کا کوئی فاتح اس طرح اپنے مفتوحہ شہر میں داخل نہیں ہوا۔

محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پر یہودیوں پر ظلم کرنے کا سنگین الزام لگایا جاتا ہے۔ الزام لگانے والے ان حالات، واقعات اور اسباب کو بھول جاتے ہیں جن کی وجہ سے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) یہودیوں کو سزا دینے پر مجبور ہوئے۔

محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سراپا رحم اور انسانیت تھے۔ جنگی قیدیوں کے ساتھ آپؐ کا رویہ دیکھیے۔ کیا اپنے دشمنوں کے ساتھ کوئی ایسا سلوک کر سکتا ہے؟ اپنے عوام اور ساتھیوں کے ساتھ آپؐ کی نرمی، بچوں کے لیے آپؐ کی محبت۔۔۔ مکے میں انؐ کا فاتحانہ داخلہ۔۔۔ اور ان گنت ایسے واقعات ہیں جو یہ گواہی دیتے ہیں کہ ظلم محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی فطرت میں سرے سے موجود نہیں تھا۔

لیو ٹالسٹائی

محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا طرز عمل، اخلاق انسانی کا حیرت انگیز کارنامہ تھا اور ہم یہ یقین کرنے پر مجبور ہیں کہ حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی تعلیمات خالص سچائی پر مبنی تھیں۔

نپولین بونا پارٹ

محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اہلِ عرب کو درسِ اتحاد دیا۔ ان کے باہمی تنازعات اور جھگڑے ختم کیے۔ تھوڑی سی مدت میں آپؐ کی امت نے نصف سے زیادہ دنیا فتح کرلی۔ پندرہ برس کے عرصے میں عرب کے لوگوں نے بتوں اور جھوٹے دیوتاؤں کی پرستش سے توبہ کرلی۔ مٹی کے بت اور دیویاں مٹی ہی میں ملا دی گئیں۔ یہ حیرت انگیز کارنامہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی تعلیمات اور ان پر عمل کرنے کے سبب انجام پایا۔

واشنگٹن ارونگ

محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ایسے سپہ سالار اور جرنیل تھے جو فوج کے آخر میں آنے والے سپاہی تک کا خیال رکھتے تھے۔ وہ کمزوروں اور لاغروں کا خاص خیال رکھتے تھے۔

محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) عظیم سپہ سالار اور شجاع تھے۔ اس کے باوجود آپؐ کا اصل مشن۔۔۔۔ اپنے دین کو فروغ دینا تھا۔ آپؐ اسلام کی حکمرانی اور بالادستی قائم کرنا چاہتے تھے۔ جب آپؐ حکمران بنے تو آپؐ کی ازواج مطہراتؓ بھی تھیں، صاحبزادیاںؓ بھی تھیں اور عزیز و اقاربؓ بھی، اس کے باوجود آپؐ نے کسی کو بے جا نہیں نوازا۔ اپنے عزیزوں کو دوسروں پر ترجیح نہیں دی، کیونکہ آپؐ اپنے دین کی بالادستی چاہتے تھے۔ اپنے خاندان کی برتری کا خیال کبھی آپؐ کے ذہن میں نہیں آسکتا تھا۔

والٹیئر

آپ ؐ سے بڑا انسان۔۔۔انسانیت نواز۔۔۔دنیا کبھی پیدا نہ کر سکے گی۔

مآخذ

اس کتاب کی تیاری میں مندرجہ ذیل کتب سے بھی استفادہ کیا گیا۔

آر بیل — The Origin of Islam in the Christian Environment (1926)

آر ڈبلیو سٹوبارٹ — Islam and its Founder (1876)

آر ڈبلیو سوڈرن — Western Views of Islam in Middle Ages (Pub.1962)

آر وی سی بوڈلے — The Messenger (1954)

آر لینڈاو — Islam and the Arabs (1958)

آرنلڈ ٹوائن بی — Civilization on Trial (1948)

آئرینا میڈمکس — Women in Islam (1930)

البرٹ وایل اور ایملی میکلین — Transforming Light (1970)

ای بلائیڈن — Christianity, Islam and the Negro Race (Pub.1969)

اے جی لیونارڈ — Islam (1909)

Title	Author
Mohammadanism in Religious Systems of the World (Pub.1908)	اے جی لیونارڈ
Mohamet and Charlemagne (1968)	ایچ پاترینی
Outlines of History (1920)	ایچ جی ویلز
The Life of Mohamet (Pub.1930)	ای ڈرمنگھم
Decline and Fall of the Roman Empire	ایڈورڈ گبن
History of Moorish Empire in **Europe**	ایس پی سکاٹ
Understanding Islam (1965)	ایف شوان
Islam (Pub.19)	اے گیلیوم
Islam our Choice	ایل وی واگلیری
Mohammad: Prophet and Statesman	ایم ایم واٹ
Why I am not a Christian? (Pub.1961)	برٹرینڈ رسل
Mohammad and Mohammadanism (1874)	بی سمتھ
Heroes And Heroworship	تھامس کارلائل
Islam our Choice	جارج برناڈ شا
Emotions as the Bases of Civilization	جے ایچ ڈینیس
Religions of the World	جی ایل بیری
Mohamet (Pub.1916)	جی ایم ڈریکاٹ
Mohammadanism and Religious Systems of the World (1908)	جی ڈبلیو لائیٹنر
Apology for Mohammad and the Quran (Pub.1882)	جے ڈینی سپلورٹ

Apology for Mohammad and Islam	جے ڈیونپورٹ
Apology for Mohamet (Pub.1929)	جی ہگنز
The Expansion of Islam (Pub.1928)	ڈبلیو ڈبلیو کیش
Mohamet and the Rise of Islam	ڈی ایس مارگولیو تھ
Life of Mohammad (Pub.1861)	سر ولیم میور
Mohammadanism	سر ہملٹن گب
Understanding Islam	شواگ
History of the Arabs	فلپ کے حتی
Studies in Mosque	لین پول
Islam (Pub.1903)	لین پول
Life of Mohamet (1928)	واشنگٹن ارونگ
Philosophical Dictionar	والٹیئر

مغربی مفکرین کے قلم سے عظمتِ رسولؐ کا اعتراف

ایک عالم ہے ثناخواں آپ کا

ستّار طاہر